ماہنامہ
دخترانِ اسلام
لاہور
مئی 2026ء

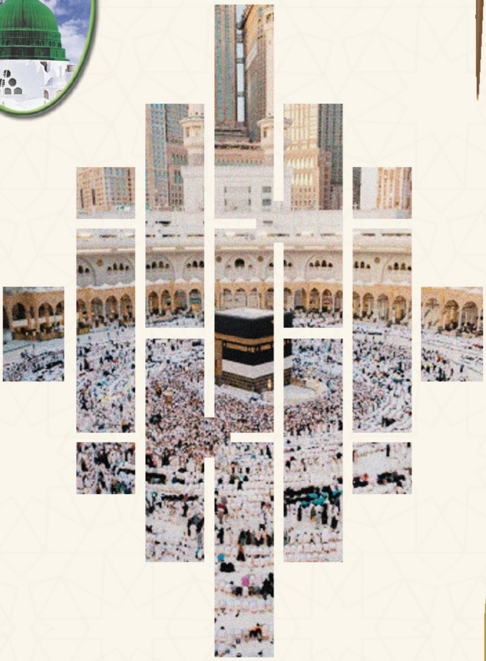

حج، سفرِ عشق و محبت

البصیرة
Al Baseerah
FROM CONFUSIONS TO CLARITY

Begin your journey toward Baseerah

Clarity • Purification • Protection • Youth Empowerment

Under the Guidance of
Dr. Ghazala Hassan Qadri
(President MWL International)

Virtual sessions | Workshops | Retreats

Al Baseerah

FROM CONFUSIONS TO CLARITY

خواتین میں بیداریٔ شعور و آگہی کیلئے کوشاں

ماہنامہ دخترانِ اسلام لاہور

جلد: 33 شمارہ: 5 / ذوالقعدہ / ذوالحج ۱۴۴۷ھ / مئی 2026ء

زیرِ سرپرستی
بیگم رفعت جبین قادری

چیف ایڈیٹر
قرۃ العین فاطمہ

فہرس

اداریہ	(یومِ مئی اور اسلام میں مزدوروں کے حقوق)		06
خطاب	احکامِ شریعت کی تاثیر اخلاقِ حسنہ سے مشروط ہے	شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری	08
	عصرِ حاضر کا غمزدہ انسان انسانِ کامل کے حضور	ڈاکٹر نعیم انور نعمانی	18
	حج، سفرِ عشق و محبت	سمیہ اسلام	30
	پروفیسر ڈاکٹر حسین محی الدین قادری کا دورہ ایشین ممالک	خصوصی رپورٹ	35
	بریگیڈیئر (ر) اقبال احمد خان کی یاد میں تعزیتی ریفرنس	خصوصی رپورٹ	55
	تعمیرِ شخصیت کے راہنما اصول	سعدیہ کریم	61
	فقہی مسائل: رشتوں میں ناچاقی سے کیسے بچیں؟	مفتی عبدالقیوم خان ہزاروی	68
	موسمِ گرما کی چھٹیوں کا مفید استعمال، مگر کیسے؟	نوید نقوی	74
	الفیوضات المحمدیہ		81
	Al Baseerah-2026	(Rabia Shafaq)	83

ایڈیٹر
ثناء وحید

مجلسِ مشاورت
لبنیٰ مشتاق
نور اللہ صدیقی
ڈاکٹر شاہدہ مغل
ڈاکٹر فرخ سہیل
مسز فریدہ سجاد
ڈاکٹر محمد اقبال چشتی

رائٹرز فورم
ڈاکٹر نعیم انور نعمانی، آسیہ سیف
سعدیہ کریم، جویریہ سحر ش
جویریہ وحید، سُمیّہ اسلام

کمپیوٹر آپریٹر: محمد اشفاق انجم گرافکس: ساجد علی یوسف
فوٹو گرافی: قاضی محمود الاسلام

مجلّہ دخترانِ اسلام میں آنے والے جملہ پرائیویٹ اشتہار خلوص نیت سے شائع کئے جاتے ہیں، ادارہ کی کسی کاروبار میں شراکت ہے اور نہ ہی ادارہ فریقین کے درمیان کسی بھی قسم کے لین دین کا ذمہ دار ہوگا۔

بدلِ اشتراک

قیمت فی شمارہ -60 روپے
آسٹریلیا، کینیڈا، مشرقِ بعید، امریکہ 15 ڈالر
مشرقِ وسطیٰ، جنوب مشرقی ایشیا، یورپ، افریقہ 12 ڈالر
سالانہ خریداری -700 روپے

رابطہ ماہنامہ دخترانِ اسلام 365 ایم ماڈل ٹاؤن لاہور | فون نمبرز: 042-5169111-3 فیکس نمبر: 042-35168184
E-mail:sisters@minhaj.org
Visit us on: www.minhaj.info

فرمانِ الٰہی

وَلَا يَحْزُنْكَ الَّذِيْنَ يُسَارِعُوْنَ فِي الْكُفْرِ ۚ اِنَّهُمْ لَنْ يَّضُرُّوا اللهَ شَيْئًا ۗ يُرِيْدُ اللهُ اَلَّا يَجْعَلَ لَهُمْ حَظًّا فِي الْاٰخِرَةِ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ. اِنَّ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الْكُفْرَ بِالْاِيْمَانِ لَنْ يَّضُرُّوا اللهَ شَيْئًا ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ. وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّمَا نُمْلِيْ لَهُمْ خَيْرٌ لِّاَنْفُسِهِمْ ۚ اِنَّمَا نُمْلِيْ لَهُمْ لِيَزْدَادُوْٓا اِثْمًا ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ.

(آل عمران،۳: ۱۷۶ تا ۱۷۸)

(اے غمگسارِ عالم!) جو لوگ کفر (کی مدد کرنے) میں بہت تیزی کرتے ہیں وہ آپ کو غمزدہ نہ کریں، وہ اللہ (کے دین) کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے، اور اللہ چاہتا ہے کہ ان کے لیے آخرت میں کوئی حصہ نہ رکھے، اور ان کے لیے زبردست عذاب ہے۔ بے شک جنہوں نے ایمان کے بدلے کفر خرید لیا ہے وہ اللہ کا کچھ نقصان نہیں کر سکتے، اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔ اور کافر یہ گمان ہرگز نہ کریں کہ ہم جو انہیں مہلت دے رہے ہیں (یہ) ان کی جانوں کے لیے بہتر ہے، ہم تو (یہ) مہلت انہیں صرف اس لیے دے رہے ہیں کہ وہ گناہ میں اور بڑھ جائیں اور ان کے لیے (بالآخر) ذلّت انگیز عذاب ہے۔

فرمانِ نبوی ﷺ

عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ، يَقُوْلُ: مَنْ سَلَكَ طَرِيْقًا يَبْتَغِي فِيْهِ عِلْمًا سَلَكَ اللهُ لَهُ طَرِيْقًا إِلَى الْجَنَّةِ، وَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ لَتَضَعُ أَجْنِحَتَهَا، رِضَاءً لِطَالِبِ الْعِلْمِ وَإِنَّ الْعَالِمَ لَيَسْتَغْفِرُ لَهُ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ حَتَّى الْحِيْتَانُ فِي الْمَاءِ، وَفَضْلُ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ، كَفَضْلِ الْقَمَرِ عَلَى سَائِرِ الْكَوَاكِبِ، إِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَةُ الْأَنْبِيَاءِ إِنَّ الْأَنْبِيَاءَ لَمْ يُوَرِّثُوْا دِيْنَارًا، وَلَا دِرْهَمًا، إِنَّمَا وَرَّثُوْا الْعِلْمَ، فَمَنْ أَخَذَ بِهِ، أَخَذَ بِحَظٍّ وَافِرٍ. رَوَاهُ أَبُوْ حَنِيْفَةَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَاللَّفْظُ لَهُ.

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور نبی اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: جو آدمی طلبِ علم میں کسی راستہ پر چلتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے جنت کے راستے پر چلا دیتا ہے۔ اور بیشک فرشتے طالبِ علم کی رضا کے حصول کے لئے اس کے پاؤں تلے اپنے پر بچھاتے ہیں۔ اور عالم کے لئے زمین و آسمان کی ہر چیز یہاں تک کہ پانی میں مچھلیاں بھی مغفرت طلب کرتی ہیں۔ اور عابد پر عالم کی فضیلت ایسے ہی ہے جیسے چودھویں رات کے چاند کی فضیلت تمام ستاروں پر ہے۔ اور بے شک علماء انبیاء کرام علیہم السلام کے وارث ہیں۔ بے شک انبیاء کرام کی وراثت درہم و دینار نہیں ہوتی بلکہ ان کی میراث علم ہے پس جس نے اسے پایا اسے (وراثتِ انبیاء سے) بہت بڑا حصہ مل گیا۔

(المنہاج السوی من الحدیث النبوی ﷺ، ص:430)

خواب

وہ کل کے غم و عیش پہ کچھ حق نہیں رکھتا
جو آج خود افروز و جگر سوز نہیں ہے
وہ قوم نہیں لائقِ ہنگامۂ فردا
جس قوم کی تقدیر میں امروز نہیں ہے!

(کلیاتِ اقبال، ضربِ کلیم، ص1022)

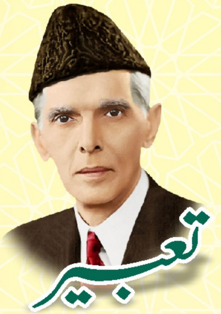

تعبیر

اسلامی تعلیمات کی درخشندہ روایات و ادبیات اس امر پر ہیں کہ دنیا کی کوئی قوم جمہوریت میں مسلمانوں کا مقابلہ نہیں کرسکتی جو اپنے مذہب میں بھی جمہوری نقطہ نظر رکھتے ہیں۔

(اجلاس مسلم لیگ، لکھنو 31 دسمبر 1941ء)

تکمیل

حصولِ علم اور صبر و توکل کی راہ

علم حاصل کرنا اپنے ساتھ بلند آداب اور صبر کا تقاضا کرتا ہے۔ اگر اس راہ میں معاشی تنگی بھی پیش آ جائے تو طالبِ علم کو گھبرانا نہیں چاہیے۔ اصل سرمایہ اللہ تعالیٰ پر توکل اور اس کے ساتھ مضبوط تعلق ہے۔ جب دل علم کے نور سے منور ہو جائے تو دنیاوی تنگیاں معمولی محسوس ہونے لگتی ہیں۔ لہٰذا سچا طالبِ علم ہر حال میں اللہ کی رضا پر مطمئن اور ثابت قدم رہتا ہے۔

(شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری)

اداریہ

یوم مئی اور اسلام میں مزدوروں کے حقوق

یکم مئی جو یوم مئی کے طور پر معروف ہے، یہ دن صرف ایک تاریخی واقعہ کی یاد نہیں بلکہ جدوجہد، قربانی اور حق کے حصول کی ایک روشن اور درخشندہ علامت ہے۔ جب انسان انصاف کے لئے اٹھ کھڑا ہوتا ہے وہ کمزور و ناتواں ہو، وسائل سے محروم ہو، اُسے قدم قدم پر بالادست قوتوں کی متشدد مزاحمت کا سامنا ہو لیکن کامیابی انصاف کے لئے لڑنے والوں کو میسر آتی ہے۔ شکاگو کے مزدوروں نے ظلم و ناانصافی اور استحصال کے خلاف ایک ایسی مثالی جدوجہد کا آغاز کیا جس کا نتیجہ انصاف کے بول بالا کی صورت میں ظاہر ہوا۔ حق کے لئے پر عزم ہونا اور ہر طرح کی قربانی کے لئے تیار رہنا ایک ایسا عزم ہے جس کے مقدر میں کبھی ہار نہیں ہو سکتی، لاتعداد مثالیں تاریخ کے دامن میں پنہاں ہیں کہ جہد مسلسل کی برکت سے ظالم کو سرنگوں ہونا پڑا۔ یہاں یہ امر وضاحت طلب ہے کہ جب بھی کسی طبقہ کے حقوق و فرائض کی بات ہوتی ہے تو ہمارے سامنے صرف 300 سال پرانی تاریخ رکھ دی جاتی ہے اور وہاں سے اخلاقیات کے اصول اخذ کر کے دنیا کو دکھایا جاتا ہے کہ فلاں دور میں فلاں کی قربانی یا فلاں کے تعاون سے عدل کا سورج طلوع ہوا۔ مثال کے طور پر ہمیں بتایا جاتا ہے کہ میگنا کارٹا، امریکہ یا یورپ کے دساتیر سے دنیا کو بنیادی حقوق اور عدل و انصاف کے مثالی اداروں کا تصور ملا مگر منہاج القرآن انٹرنیشنل کی سپریم کونسل کے چیئرمین پروفیسر ڈاکٹر حسن محی الدین قادری نے 2 جلدوں پر مشتمل ضخیم کتاب ''دستور مدینہ اور فلاحی ریاست'' کا تصور لکھ کر اُمت مسلمہ کو اُن کی درخشاں تاریخ یاد کروائی کہ دنیا کا پہلا فلاحی تحریری دستور میثاق مدینہ اور پہلی آئینی ریاست، ریاستِ مدینہ

ہے۔انہوں نے اپنی اس تحقیق کے اندر ثابت کیا کہ دنیا آج جن فلاحی تصورات کی پیروی کرتی ہے یہ میگنا کارٹا، امریکہ، برطانیہ کے دساتیر یا اقوام متحدہ کے چارٹرز کے ذریعے انسانیت کو نہیں ملے بلکہ یہ فلاحی پیکیج خاتم النبین حضور نبی اکرم ﷺ نے پہلی بار انسانیت کو عطا کئے۔ یہ محض کلمات عقیدت نہیں ہیں بلکہ ایک ایسی زمینی حقیقت ہے کہ جس کے ثبوت 14 سو سال پرانی کتاب ہدایت قرآن مجید میں موجود ہیں اور جن کی تفاصیل حضور نبی اکرم ﷺ کی احادیث مبارکہ میں دستیاب ہے، اسی طرح یہ سمجھ لینا ایک تاریخی مغالطہ ہو گا کہ شاید مزدوروں کے حقوق کا تصور شکاگو کی قربانیوں سے جڑا ہوا ہے حقیقت یہ ہے کہ اسلام نے 14 سو سال قبل مزدوروں کے حقوق و فرائض کا بلا ابہام تعین کر دیا تھا۔ آپ ﷺ نے ہاتھ کی کمائی کو بہترین کمائی قرار دیا، مزدور کو اللہ کا دوست قرار دے کر اسے عزت و تکریم سے نوازا اور آپ ﷺ نے حکم فرمایا کہ مزدور کو اس کی مزدوری اس کے پسینہ خشک ہو جانے سے پہلے ادا کر دو، یہاں تک کہ آپ ﷺ نے جانوروں کے حقوق بھی متعین فرمائے کہ کبھی کسی پر اُس کی بساط سے بڑھ کر بوجھ مت ڈالو اور جو آپ اپنے لئے کھانے پینے میں پسند کرتے ہو وہی پسند آپ کے زیر اثر کام کرنے والے مزدوروں اور ملازمین کی بھی ہونی چاہیے۔ اسلام کا انسانی حقوق کا چارٹر مزدوروں کے حقوق پر بڑی تفصیل کے ساتھ روشنی ڈالتا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ آپ ﷺ کی سیرت طیبہ کا عمیق نظری کے ساتھ مطالعہ کیا جائے اور جو آپ نے مزدوروں کے حقوق سے متعلق احکامات ارشاد فرمائے ہیں اُن پر عمل کیا جائے۔ کامرس کی جدید تعریفیں اس بات کی گواہ ہیں کہ معاشی ترقی کے لئے آجر اور اجیر کے درمیان منصفانہ اور ذمہ دارانہ برتاؤ معیشت کی ترقی اور فروغ کے لئے خشت اول کا مقام رکھتا ہے۔ آپ ﷺ نے آجر اور اجیر کے حقوق و فرائض متعین فرمائے تاکہ مسلم معاشرہ انصاف کے ساتھ معاشی سرگرمیاں کا گہوارہ بن سکے۔ مصنوعی مہنگائی، تعلیم اور صحت کی ناکافی سہولیات، روزگار کے مواقعوں میں میرٹ کی خلاف ورزی ، جان و مال کا عدم تحفظ یہ وہ سارے معاشرتی عوارض ہیں جو ایک مزدور کو براہ راست متاثر کرتے ہیں اور بطور انسان اس کے حقوق کو محدود کرتے ہیں۔ حکومتوں کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ ناجائز منافع خوری کو روک کر لاء اینڈ آرڈر کی سہولیات کو مثالی بنا کر، آئین کے مطابق ہر شہری کو تعلیم اور صحت کی سہولتیں فراہم کر کے مزدوروں کو ریلیف دے اور ان کے زندہ رہنے کے حق کو یقینی بنائے۔ مزدوروں اور انسانوں کے بنیادی حقوق سے متعلق مستند مواد کے مطالعہ کے لئے شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری دامت برکاتہم العالیہ کی شہرۂ آفاق کتاب ”اسلام میں انسانی حقوق“ کا ضرور مطالعہ کریں۔

(ایڈیٹر: دختران اسلام)

احکامِ شریعت کی تاثیر اخلاقِ حسنہ سے مشروط ہے

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا فکر انگیز خطاب

ترتیب وتدوین: ثناء وحید

حصہ دوم گزشتہ سے پیوستہ

قرآن مجید میں حضور نبی اکرم ﷺ کی طبیعت مبارکہ کا بیان کرتے ہوئے اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ۔ (آل عمران، 3: 159)

اے حبیبِ والا صفات!) پس اللہ کی کیسی رحمت ہے کہ آپ ان کے لئے نرم طبع ہیں، اور اگر آپ تُندخُو (اور) سخت دل ہوتے تو لوگ آپ کے گرد سے چھٹ کر بھاگ جاتے۔

آیت کریمہ کا پہلا حصہ؛ ”فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللهِ لِنْتَ لَهُمْ“ جس میں آقا ﷺ کی طبیعت بیان کی گئی، اس کے تجویدی قواعد، ان الفاظ کا مزاج و طبیعت اور ان کی تعبیری مطابقت اور ہے جبکہ دوسرے حصہ؛ ”وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ“ اس حصے کے ہر ہر لفظ اور حرف کی تجوید کا مزاج اور طبیعت اور ہے۔ حروف کے مزاج کی سائنس آقا ﷺ کے زمانے میں ایجاد نہیں ہوئی تھی اور نہ ہی علمِ تجوید ایجاد ہوا تھا۔ ان دونوں حصوں کے حروف کے مزاج کی خبر تو علمِ تجوید کے قواعد بنائے جانے کے بعد سامنے آئی اور اس وقت ان میں فرق کیا گیا مگر آقا ﷺ

کی طبیعت کے بیان کے لیے ان حروف کا استعمال کرنا کہ وہ حروف بھی طبیعتِ محمدی ﷺ کے عین مطابق ہیں اور آقا ﷺ کی طبیعت کو ظاہر کرتے ہیں، یہ قرآن مجید کا معجزہ ہے۔

قرآن مجید سے آقا ﷺ کی طبیعت مبارکہ کے بیان کے لیے استعمال کیے گئے حروف کی سائنس کے بیان (شائع شدہ ماہنامہ منہاج القرآن ماہ اکتوبر2025ء) کے بعد آیئے! مزید آیاتِ قرآنی کا مطالعہ کرتے ہیں جن سے حروف کہ یہ سائنس مزید واضح ہوجائے گی:

1۔سورۃ الرحمن میں اللہ تعالیٰ نے جنت کے ذکر کے تحت فرمایا:

فِيهِمَا عَيْنٰنِ تَجْرِيٰنِ (الرحمن، 55: 50)

’’ان دونوں میں دو چشمے بہہ رہے ہیں۔‘‘

لفظ ’’تَجْرِيَان‘‘ کی ’’ت‘‘پر زبر، ’’ج‘‘پر جزم، ’’ر‘‘ کے نیچے زیر، ’’ی‘‘ پر کھڑی زبر اور ’’نون‘‘ کے نیچے زیر ہے۔اس اعراب کے ساتھ لفظ تجریان کے اندر ایک روانی، بہاؤ اور تسلسل ہے۔جس طرح چشموں میں روانی ہوتی ہے، اسی طرح اس لفظ کی ادائیگی کےاندر بھی ایک بہاؤ اور روانی ہے۔اس لفظ میں کسی حرف پر کوئی شد نہیں ہے۔یہ سارے حروف روانی (flow) کے حروف ہیں۔

2۔سورۃ الرحمن میں ہی چشموں کی ایک دوسری قسم کا بھی ذکر ہے۔ان کے اظہار کے لیے فرمایا:

فِيهِمَا عَيْنٰنِ نَضَّاخَتٰنِ. (الرحمن، 55: 66)

’’ان دونوں میں (بھی) دو چشمے ہیں جو خوب چھلک رہے ہوں گے‘‘

لفظ نَضَّاخَتٰنِ میں ’’ض ‘‘ ایک ایسا حرف ہے جو بھاری آواز کے ساتھ اداکیا جاتا ہے، مزید یہ کہ اس کے اوپر شد ہے یعنی اس کو دوبار پڑھا جائے گا۔پس جب ہم ’’نَضَّاخَتٰنِ‘‘ پڑھتے ہیں تو ان حروف کی وجہ سے ایسی آواز ہمارے منہ سے نکلتی ہے جیسے کوئی چیز پھٹ رہی ہے۔یہ اُن دو چشموں کا ذکر ہے جو بہہ نہیں رہے بلکہ زمین کو چیر کر پھوٹ رہے ہیں۔قرآن مجید کااعجاز ملاحظہ ہو کہ جب ایسے چشموں کا ذکر کیا جن میں بہاؤ اور روانی ہے وہاں (عَيْنٰنِ تَجْرِيٰنِ) ایسے حروف کا استعمال فرمایا جن کی ادائیگی میں روانی، بہاؤ اور تسلسل کا اظہار پایا جاتا ہے اور جہاں ایسے دو چشموں کا ذکر

کیا جو زمین کو پھاڑ کر پھوٹ رہے ہیں اور پھوٹنے میں چونکہ طاقت لگتی ہے، زمین پھٹتی ہے تب چشمہ نکلتا ہے وہاں (عَيْنٰنِ نَضَّاخَتٰنِ) ایسے حروف استعمال فرمائے جن کی ادائیگی میں ہی قوت اور طاقت کا اظہار پایا جاتا ہے۔

3۔قرآن مجید کے اس اعجاز کی ایک اور مثال سورۃ الناس ہے۔اللہ رب العزت فرماتا ہے:

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ. مَلِكِ النَّاسِ. اِلٰهِ النَّاسِ. مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ. الَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ. مِنَ الْجِنَّةِ وَ النَّاسِ. (الناس: 1۔6)

”آپ عرض کیجئے کہ میں (سب) انسانوں کے رب کی پناہ مانگتا ہوں۔جو (سب) لوگوں کا بادشاہ ہے۔جو (ساری) نسلِ انسانی کا معبود ہے۔وسوسہ انداز (شیطان) کے شر سے جو (اللہ کے ذکر کے اثر سے) پیچھے ہٹ کر چھپ جانے والا ہے۔جو لوگوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالتا ہے۔خواہ وہ (وسوسہ انداز شیطان) جنات میں سے ہو یا انسانوں میں سے۔“

اس سورت مبارکہ کی ہر آیت کا اختتام حرف ”س“ پر ہورہا ہے۔چوتھی اور پانچویں آیت میں حرف ”س“ تین تین مرتبہ آیا ہے۔ حرف ”س“ کی ادائیگی سے Whispering (سرگوشی) کا ماحول پیدا ہوتا ہے۔ کسی کے کان میں جو بات ڈالی جاتی ہے، وہ وسوسہ ہوتا ہے۔ اس پوری سورت کا مضمون چونکہ وسوسہ اور خیال ہے جو سرگوشی (whispering) کے ذریعے دلوں میں ڈالا جاتا ہے، اس کے لیے حرف ”س“ کی آواز اس ماحول کی عکاسی کرتی ہے۔ پس وسوسہ کے مضمون کے بیان کے لیے اللہ تعالیٰ نے اس سورت میں ”س“ کو متعدد مرتبہ استعمال فرمایا۔اس کے ساتھ ایک فضا پیدا ہوگئی جو whisper کو ظاہر کرتی ہے۔

قرآن مجید میں موجود حروف کی سائنس کے اس مطالعہ کے بعد آیئے! اب زیرِ بحث موضوع؛ ”طبیعت اور شریعت کے باہمی تعلق“ کے ذیل میں اس امر کا جائزہ لیتے ہیں کہ طبیعت میں نرمی اور سختی کا پتہ کیسے چلتا ہے؟

طبیعت میں نرمی اور سختی کو جاننے کا پیمانہ

طبیعت کی نرمی یا سختی نظر نہیں آتی، وہ تو اندر ہے، پھر پتہ کیسے چلتا ہے کہ فلاں کی طبیعت نرم ہے یا سخت؟

یاد رکھیں! طبیعت کی نرمی یا سختی چہرے سے نظر آتی ہے۔ گفتگو سے نظر آتی ہے، طرزِ عمل، behavior، conduct اور dealing سے نظر آتی ہے۔ جو چیزیں نظر نہیں آتیں، اللہ تعالیٰ نے انہیں دیکھنے کے مظاہر بنائے ہیں۔ بات کرتے ہوئے الفاظ کا چناؤ ظاہر کرتا ہے کہ طبیعت میں نرمی ہے یا سختی۔۔۔؟ اگر لفظوں کے چناؤ میں ہی سختی ہے تو طبیعت سخت ہے اور اگر الفاظ کا انتخاب نرم ہے تو یہ طبیعت کی نرمی کی طرف اشارہ ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حضور نبی اکرم ﷺ کی طبیعت کے بیان کے لیے

فَبِمَا رَحۡمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنۡتَ لَهُمۡ ۚ وَلَوۡ كُنۡتَ فَظًّا غَلِيۡظَ الۡقَلۡبِ لَانۡفَضُّوۡا مِنۡ حَوۡلِكَ. (آل عمران: 159)

نرم و لطیف حروف استعمال فرماکر اسی اصول کو بیان کیا ہے۔ پس ہم بولنے کے لیے جن الفاظ کا انتخاب کرتے ہیں وہ ہماری طبیعت کو ظاہر کرتے ہیں۔ اسی طرح چہرے کے تاثرات اور ہماری آنکھیں بھی بولتی ہیں اور ہماری طبیعت کے بارے میں آگاہ کرتی ہیں۔

ہمارے ہاں اکثر پیر صاحبان ہر وقت غصے میں رہتے ہیں یا ان کے بیٹے غصے میں رہتے ہیں اور مریدوں کو جھڑکتے ہیں۔ وجہ پوچھی جائے تو کہا جاتا ہے کہ "پیر صاحب بڑے جلالی طبیعت کے ہیں۔" یہی عمل کوئی دوسرا کرے تو یہ "غصہ" ہے۔ پیر صاحب چونکہ عقیدت کی جگہ ہیں، اس لیے ان کے "غصہ" کو بھی "جلال" کا نام دے رکھا ہے۔ یہ جلال نہیں ہے بلکہ یہ کہنا چاہیے کہ پیر صاحب یا ان کے صاحبزادگان کی طبیعت کی تربیت نہیں ہوئی۔ اگر تربیت ہو جائے تو "جلال" نہیں رہتا بلکہ "جمال" آجاتا ہے۔ تربیت جلال کو جمال میں بدلنے کے لیے ہوتی ہے۔۔۔ غصہ کو معافی میں بدلنے کے لیے ہوتی ہے۔۔۔ تنگی کو وسعت میں بدلنے کے لیے ہوتی ہے۔۔۔ اور نفرت کو پیار میں بدلنے کے لیے ہوتی ہے۔

آقا ﷺ کی طبیعت مقدسہ کو قرآن مجید میں ایک اور مقام پر اس طرح بیان کیا گیا ہے:

لَقَدۡ جَآءَكُمۡ رَسُوۡلٌ مِّنۡ اَنۡفُسِكُمۡ عَزِيۡزٌ عَلَيۡهِ مَا عَنِتُّمۡ حَرِيۡصٌ عَلَيۡكُمۡ بِالۡمُؤۡمِنِيۡنَ رَءُوۡفٌ رَّحِيۡمٌ.

(التوبة، 9: 128)

"بیشک تمہارے پاس تم میں سے (ایک باعظمت) رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تشریف لائے۔ تمہارا تکلیف و مشقت میں پڑنا ان پر سخت گراں (گزرتا) ہے۔ (اے

لوگو!) وہ تمہارے لئے (بھلائی اور ہدایت کے) بڑے طالب و آرزو مند رہتے ہیں (اور) مومنوں کے لئے نہایت (ہی) شفیق بے حد رحم فرمانے والے ہیں۔“

یعنی ہماری تکلیف اور دکھ رسول اکرم ﷺ کے لیے نہایت کرب کا باعث ہے۔ اگر ہم کسی اذیت میں مبتلا ہوتے ہیں تو وہ اذیت حضور نبی اکرم ﷺ کے لیے شدید غم اور فکر کا باعث بن جاتی ہے لیکن اگر معاملہ آپ ﷺ کی اپنی ذات کا ہوتا تو آپ ﷺ کبھی پریشان نہ ہوتے۔اپنی ذات کے دکھ اور مصیبت پر آپ ﷺ نے کبھی بے چینی یا اضطراب ظاہر نہ کیا لیکن اگر آپ ﷺ کا کوئی امتی دکھ میں ہوتا تو آپ ﷺ غمگیں اور دل گرفتہ ہوجاتے۔آپ ﷺ ہماری بھلائی اور فلاح کے لیے بے حد فکرمند اور حریص ہیں۔آپ ﷺ اپنی ذات کی فکر نہیں کرتے بلکہ ہماری بھلائی کے لیے گہری فکر رکھتے ہیں۔آپ ﷺ کی یہ شان صرف مسلمانوں تک محدود نہیں بلکہ آپ ﷺ کی رحمت تمام انسانیت کے لیے عام ہے، جبکہ مومنوں پر آپ ﷺ کی شفقت اور رحمت سب سے زیادہ نمایاں اور خاص ہے۔

طبیعتِ محمدی ﷺ کے فیض کا حصول کیونکر ممکن ہے؟

مذکورہ آیتِ کریمہ سے معلوم ہوا کہ اگر طبیعتِ محمدی کا فیض لینا ہے تو اپنا نہ سوچیں، اپنے احساسات کا نہ سوچیں بلکہ دوسروں کا سوچیں۔ہم ہمیشہ اپنے احساسات کو دیکھتے ہیں کہ ”ہمارا کیا بنے گا“۔ہم پوری زندگی اسی سوچ میں رہتے ہیں جبکہ آقا علیہ الصلاۃ والسلام کی طبیعت یہ ہے کہ آپ ﷺ دیکھتے کہ دوسرے کو تکلیف نہ ہو۔آپ ﷺ ہمیشہ دوسروں کی پریشانی اور مشکل کے ازالہ کے لیے فکر مند رہتے۔تمام لوگوں کے لیے حضور نبی اکرم ﷺ کا فکر مندی پر مبنی یہ رویہ دوسروں کو عطا کرنے والا ایک عمل ہے۔اگر ہماری طبیعت میں دوسروں کے لیے احساس پیدا ہوجائے، دوسروں کے لیے دردمندی پیدا ہوجائے اور ہم یہ دیکھنے لگیں کہ ہماری کسی بات سے دوسروں کے دل پر کیا گزری ہے تو اس کا مطلب ہے کہ ہم نے طبیعتِ محمدی سے فیض پایا ہے۔

تصوف، معرفت اور اہلِ حق کے ہاں ایک مقام ”فتوۃ“ (generosity) ہے، جس کا معنی موافقت ہے۔اس سے مراد یہ ہے کہ جس کے ساتھ دوستی ہو، جس کے ساتھ رشتہ ہو، چاہے میاں

بیوی ہوں، دوست ہوں، یا بہن بھائی، اُن کی طبیعت ہر وقت ذہن میں رکھیں کہ ہماری کسی بات سے ان کی طبیعت پر ناگواری نہ ہو۔ اسی عمل اور رویہ کا حکم آپ ﷺ نے ہمیں دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

لا یؤمن احد کم حتی یحب لاخیه ما یحب لنفسه.

(صحیح البخاري، کتَاب الْإِیمَانِ، بَابُ مِنَ الإِیمَانِ أَنْ یُحِبَّ لأَخِیهِ مَا یُحِبُّ لِنَفْسِهِ، ج: 1، ص: 14، رقم الحدیث: 13)

"تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک اپنے بھائی کے لیے وہ نہ چاہے، جو وہ اپنے لیے چاہتا ہے۔"

یعنی اگر کوئی شخص اپنے لیے آرام چاہتا ہے تو دوسرے کو آرام دے۔۔۔اپنے لیے عزت چاہتا ہے تو دوسرے کو عزت دے۔ اپنے عہدہ و منصب کو ذہن میں رکھ کر صرف اپنے لیے ہی عزت کو ہر وقت طلب نہ کرتا پھرے کہ عزت حاصل کرنا صرف میرا حق ہے بلکہ یہ سوچ دوسرے کے لیے بھی پیدا کرے کہ جو کچھ میں اپنے لیے چاہ رہا ہوں، وہ دوسروں کو بھی دوں۔ آقا ﷺ نے اسی "میں" کو ختم کروایا اور نرمی کی فضا پیدا کرنے کا حکم دیا ہے کہ اپنے بھائی کے لیے بھی وہی پسند کرو جو اپنے لیے پسند کرتے ہو۔

پس طبیعتِ محمدی ﷺ کا فیض حاصل کرنے کے لیے ہمیں دوسروں کے بارے میں سوچنا ہوگا اور اپنی ضروریات پر دوسروں کی ضروریات کو ترجیح دینا ہوگا۔ اسی سے

ہم دوسروں سے بھلائی اور محبت کرنے والے ہوں گے۔ جتنا کوئی شخص دوسروں کی بھلائی کا سوچنے والا ہوگا اور اُن سے محبت کرنے والا ہوگا، اتنا ہی وہ اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں معزز و محبوب ہوگا۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ ہم اپنی ''میں'' سے باہر نکلیں۔ جب ہم اپنی ''میں'' سے نکل جائیں گے تو ہماری طبیعت میں وسعت آجائے گی، بصورتِ دیگر ہم گھٹن میں رہیں گے اور گھٹن والا شخص کبھی دوسرے کے ساتھ اچھے تعلقات قائم نہیں کر سکتا۔ وہ ہمیشہ خود بھی مشکلات میں رہتا ہے اور دوسروں کے لیے بھی مشکلات پیدا کرتا ہے۔ جب ہم اپنی طبیعت کو اس طرح بدل لیتے ہیں، تب شریعت کے احکام پر عمل کرنا تاثیر پیدا کرتا ہے۔

ہمیشہ دوسروں کی چاہت اور مزاج کا خیال رہے

فتوۃ میں ایک تصور موافقت ہے کہ دوسروں کی طبیعت، مزاج اور چاہت مدِ نظر رہے کہ وہ کیا چاہتا ہے۔۔۔؟ جب ان کی چاہت اور مزاج کا پتہ چل جائے تو بندہ ہمیشہ ان کا خیال کرے، ان کا دل کو غمزدہ نہ کرے اور ان کے انتخاب کے مطابق ان سے معاملات طے کرے۔ لیکن یہ موافقت، ساتھ چلنا اور خواہش کا احترام کرنا، شریعت کے مقابل نہ ہو۔ اگر ایسا ہے تو ایسی موافقت درکار نہیں ہے۔ کوئی آدمی ظلم کرتا ہے، شراب، جوا، زنا وغیرہ جیسے گناہوں میں مصروف ہے تو اس کا ساتھ نہ دیں۔ ان امور میں موافقت نہیں۔ اللہ کی نافرمانی میں فتوۃ نہیں ہوگا۔ اس کے علاوہ جو کچھ ہے، وہ قابلِ موافقت ہے۔ دوسروں کی خواہش پر اپنی خواہش کو قربان کردینا یہ فتوۃ اور موافقت ہے۔

اہلِ فتوۃ کا درجہ بلند ہوتا ہے۔ چند احادیث مبارکہ ملاحظہ ہوں:

1۔ آقا علیہ الصلوۃ والسلام کو ایک صحابی نے کھانے کی دعوت دی۔ آپ ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کے ہمراہ اس صحابی کے گھر تشریف لے گئے۔ میزبان نے خلوص و محبت سے تیار کیا گیا کھانا دستر خوان پر سجا دیا۔ آقا ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنھم وہ کھانا تناول فرمانے لگے لیکن ایک صحابی نے کھانا کھانا شروع نہ کیا۔ آپ ﷺ نے وجہ پوچھی تو انھوں نے بتایا کہ میں (نفلی) روزے سے ہوں۔ آقا ﷺ نے ان کا جواب سن کر فرمایا:

دَعَاكُمْ أَخُوكُمْ وَتَكَلَّفَ لَكُمْ ثُمَّ تَقُولُ: إِنِّي صَائِمٌ، أَفْطِرْ، ثُمَّ صُمْ يَوْمًا مَكَانَهُ إِنْ شِئْتَ. (الطبرانی، المعجم الاوسط، ج: 3، ص: 306، الرقم: 3240)

یہ کیسا روزہ ہے؟ایک آدمی نے سارا دن محنت کرکے آپ کے لیے کھانا تیار کیا ہے اور آپ کہہ رہے ہیں کہ میں روزے سے ہوں۔روزہ کو افطار کرو، کھانا کھاؤ اور بعد میں اس کی قضا کرو۔یعنی یہ نفلی روزہ ہے اور دوسرے مسلمان کی خوشی کے لیے روزہ توڑ دینا عظمت ہے۔یہی عظمت اصل میں فتوۃ ہ اور، یہی اصل معرفت ہے۔

2۔حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آقا علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا:

أَلَا أُخْبِرُكم بمَن يَحْرُمُ على النَّارِ، وبمَن تَحْرُمُ عليه النَّارُ على كلِّ قريبٍ هيِّنٍ سهْلٍ.

(سنن ترمذی، کتاب صفۃ القیامۃ والرقائق والورع عن رسول اللہ ﷺ، رقم الحدیث: 2488)

”کیا میں تمہیں نہ بتاؤں کہ کون ہے جو آگ پر حرام ہے اور کس پر آگ حرام ہے؟صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! ارشاد فرمائیں۔آپ ﷺ نے فرمایا: ہر وہ شخص جو دوسروں کے قریب ہو، نرم خو ہو، آسان مزاج اور سہل ہو۔“

یعنی ان لوگوں پر دوزخ کی آگ حرام کردی گئی ہے جو اپنی طبیعت میں دوسروں کے لیے اتنے آسان اور نرم ہیں کہ لوگ ان کے قریب ہونے میں لطف محسوس کرتے ہیں۔جو دوسروں کے ساتھ ہمیشہ نرمی برتتے ہیں اور رحمدلی سے پیش آتے ہیں۔

3۔حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹوں کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

يا بنيّ، أتدرون ما المروءة؟ قالوا: لا. قال: المروءة أن لا تعمل في السرّ شيئاً تستحي منه في العلانية، وأن تحسنَ صحبتَك، وتُلينَ كلامَك، وتُطلِقَ وجهَك.

(البیھقی، شُعب الایمان، رقم الحدیث: 8059، ج 10، ص 284)

”بیٹو! کیا تم جانتے ہو کہ مروّت (نیکی و بھلائی) کیا ہے؟انہوں نے کہا: نہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مروّت یہ ہے کہ تم خفیہ طور پر ایسا کوئی کام نہ کرو جس پر علانیہ شرمندہ ہونا پڑے۔اور مروت یہ ہے کہ اپنے ساتھ بیٹھنے والوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو، اپنی گفتگو نرم رکھو اور دوسروں کے لیے اپنا چہرہ کھلا (یعنی مسکراتا) رکھو۔“

جسے یہ خوبیاں مل گئیں اسے نیکی عطا ہوگئی۔

احکامِ شریعت کا نفع اخلاقِ حسنہ سے ممکن ہے

اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے اعلیٰ چیز طبیعت کا خلق ہے۔اگر یہ نہیں تو ہماری عبادات بھی ناکام ہیں۔حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

أَوَّلُ مَا تَفْقِدُونَ مِنْ دِينِكُمَ الأَمَانَةَ، وَآخِرُ مَا تَفْقِدُونَ مِنْهُ الصَّلَاةَ.(مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الایمان و النذور، باب فی الامانۃ، رقم: 12385)

”تمہارے دین میں سب سے پہلے جو چیز ضائع ہوگی، وہ امانت ہے اور سب سے آخر میں جو چیز ضائع ہوگی، وہ نماز ہے۔“

معلوم ہوا کہ نماز روزہ رکھ کر بھی وہ شخص اپنا دین ضائع کر بیٹھا جس میں امانت موجود نہیں۔طبیعت میں اخلاق ہو تو شریعت بھی نفع دے گی اور اسی صورت شریعت پر عمل درآمد انسان کو بلند رتبہ پر پہنچائے گا۔آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

الخُلُقُ الحسَنُ يُذِيبُ الخطايا كما يُذِيبُ الماءُ الجليدَ، والخُلُقُ السُّوُ يُفسِدُ العمَلَ كما يُفسِدُ الخَلُّ العسَلَ.

(طبرانی، المعجم الکبیر، ج: 10، ص: 319، رقم الحدیث: 10777)

”اچھے اخلاق گناہوں کو اس طرح پگھلا دیتے ہیں، جیسے پانی برف کو پگھلا دیتا ہے اور برے اخلاق اعمال کو اس طرح بگاڑ دیتے ہیں جیسے سرکہ شہد کو خراب کر دیتا ہے۔“

پس اگر ہماری طبیعت میں اچھے اخلاق پیدا ہوگئے، چہرہ مسکراتا ہوا ہوگیا، ہر وقت عفو درگزر کرنے والے ہوگئے اور طبیعت میں فتوۃ پیدا ہوگئی تو اللہ تعالیٰ ہماری خطاؤں اور گناہوں کو اس طرح ختم کردے گا جس طرح پانی برف کو ختم کردیتا ہے۔یہ طبیعت کا فیض ہے۔اس کے برعکس اگر اخلاق برے ہیں، طبیعت سخت ہے، لوگوں سے غیض و غضب کا معاملہ کرتے ہیں، جلال سے بات کرتے ہیں، لوگوں سے بھلائی نہیں کرتے، دل تنگ رکھتے ہیں، دوسروں کو حقیر سمجھتے ہیں، کنجوسی ہے اور ظاہر و باطن میں برائی ہے تو یہ برے اخلاق ہمارے نیک اعمال کو اس طرح برباد کردیں گے جیسے سرکہ شہد کو خراب کردیتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

آيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ: إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ، وَإِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ.

(بخاری، کتاب الایمان، باب علامات المنافق)

”منافق کی تین نشانیاں ہیں: جب بات کرے تو جھوٹ بولے، جب وعدہ کرے تو خلاف ورزی کرے اور جب امانت رکھی جائے تو خیانت کرے۔“

اس حدیث مبارک سے واضح ہوگیا کہ خواہ کوئی شخص روزہ رکھے، نماز پڑھتا رہے، حج کرتا رہے، عمرے کرتا رہے، لیکن وہ جھوٹ بولتا ہے، وعدہ خلافی کرتا اور امانت میں خیانت کرتا ہے تو وہ منافق ہے۔ اگرچہ ساری شریعت پر عمل کرلیا مگر طبیعت نہ بدلے تو اس شخص کے ایمان کا کوئی اعتبار نہیں ہوگا۔ اگر عبادت کا عمل بھی کرتے رہیں مگر طبیعت میں بخل، جھوٹ، خیانت، تنگی، تعصب، حسد، کبر، سختی اور بگاڑ ہے تو کچھ بھی نہیں۔

اگر طبیعت بدل گئی، طبیعتِ محمدی کا حسن مل گیا تو بدن مسجد بن جائے گا۔۔۔ پہلے وہ بت خانہ تھا، اب حسنِ اخلاق کے سبب وہ عبادت خانہ بن گیا۔۔۔ پہلے انسان شیطان تھا، اب بندۂ رحمن بن گیا۔۔۔ اللہ تعالیٰ اس کے سینے کو کھول دیتا ہے۔۔۔ اس پر انوار وتجلیات اترتی ہیں۔۔۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے عرش کا فیض نازل ہوتا ہے۔۔۔ اللہ تعالیٰ اسے اپنے قرب سے نوازتا اور طہارت اور پاکیزگی عطا کرتا ہے۔

پس ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم اپنی طبائع بدلیں، انھیں خوبصورت بنائیں اور ان میں عمدگی لائیں تاکہ شریعت کا فیض ملے اور شریعت کے انوار و فوائد نصیب ہوں۔ یہی حقیقتِ رفاقت ہے، اسے زندگی میں اپنائیں۔ ہمیشہ دوسروں کو اپنے اوپر مقدم رکھیں اور دوسرے کی طبیعت کو اپنی طبیعت پر ترجیح دیں، اسی سے اپنی طبیعت میں خیر آئے گی۔ اللہ رب العزت ہمارے حال پر کرم فرمائے اور ہمیں ایسی طبائع اور مزاج عطا کرے جن میں مزاجِ محمدی ﷺ کا عکس نظر آئے تاکہ ہمیں حقیقی معنی میں احکامِ شریعت کا فیض اور نور نصیب ہو سکے۔

عصرِ حاضر کا غمزدہ انسان انسانِ کامل کے حضور

ڈاکٹر نعیم انور نعمانی

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِیُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ۔ (النساء، 4: 64)

’’اور ہم نے جو پیغمبر بھی بھیجا ہے مگر خدا کے حکم سے اس کی پیروی کی جائے۔‘‘

اس آیہ کریمہ نے نبوت و رسالت کے مقصد و منتہا کو بیان کر دیا ہے۔ باری تعالیٰ نے ہر نبی و رسول کو اپنے اپنے زمانے میں اس لیے بھیجا تاکہ ان کی اطاعت کے ذریعے لوگوں کو رشد ہدایت میسر آئے۔ ان کی فرمانبرداری کے ذریعے لوگوں کو اللہ کی بندگی کی نعمت ملے، ان کی سیرت کی پیروی کے ذریعے لوگوں کو دنیوی اور اخروی حیات کی فوز و فلاح اور کامیابی و نجات ملے اطاعت انبیاء و رسل برائے حصول ہدایت ہے اور اخذ ہدایت برائے نجات حیات ہے۔ تقاضا اطاعت کسی بھی انسان سے اس وقت کیا جاتا ہے۔ جب وہ کسی برگزیدہ ہستی پر ایمان لے آتا ہے اور اس ہستی میں علامات و صفات نبوت کا مشاہدہ کر لیتا ہے، اس کا دل اس عظیم ہستی کی نبوت و رسالت کی گواہی دیتا ہے اور زبان، اقرار کا اعلان کرتی ہے۔

اشھد ان لا الہ الا اللہ و اشھد ان محمدا عبدہ و رسولہ۔

ایمان کا مقصد اطاعت ہے

ایمان باللہ اور ایمان بالرسالت کے اس اعلان کے ساتھ ہی اس بندہ مومن کے لیے یہ حکم نازل ہوتا ہے اور یہ آیت اس بندہ مومن سے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کا تقاضا کرتی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ۔ (الانفال، 8: 20)

’’اے اہل ایمان! تم اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی اطاعت کرو۔‘‘

ہر ایک قوم ہر ایک قبیلے کے لیے ایک وقت میں ایک ہی شخص ہدایت کے لیے ان کو پابند کیا گیا جبکہ جملہ قوموں، قبیلوں اور خاندانوں اور دنیا بھر کے تمام انسانوں اور تمام زمانوں کے لیے ایک ہی نبوت و رسالت کا انتخاب کیا گیا ہے جس کے لیے کائنات نبوت و رسالت میں سے جس ذات کا انتخاب کیا گیا وہ ذات محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہے۔ جن کو سید المرسلین، خاتم النبیین اور امام الانبیاء بنایا گیا۔

رسالت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمومیت و آفاقیت

جنہوں نے تمام زمانوں اور تمام انسانوں کے لیے اپنی نبوت و رسالت کا اعلان یوں کیا:

يَاأَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا۔ (الاعراف، 7: 158)

’’اے لوگو! میں تم سب کی طرف اس اللہ کا رسول (بن کر آیا) ہوں۔‘‘

اسی مضمون کو سورہ سبا میں باری تعالیٰ نے آپ کی رسالت کو رسالت الی کافۃ الناس قرار دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيرًا وَّنَذِيرًا۔ (سبا، 34: 28)

’’اور (اے حبیبِ مکرّم!) ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر اس طرح کہ (آپ) پوری انسانیت کے لیے خوشخبری سنانے والے اور ڈر سنانے والے ہیں۔‘‘

حدیث مبارکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود اپنی بعثت کو ہر زمان و مکان کے لیے اور تمام خلق خدا کے لیے قرار دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

كان كل نبى يبعث الى قومه خاصة وبعثت الى كل احمر واسود۔ (صحیح مسلم، کتاب المساجد، 1: 199)

’’ہر نبی اپنی قوم کی طرف مبعوث کیا گیا اور میں ہر سرخ و سیاہ کی طرف بھیجا گیا ہوں۔‘‘

اور صحیح مسلم میں ہی دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

وراسلت الی الخلق کافۃ وختم بی النبیون۔
(صحیح مسلم، کتاب المساجد، 1: 199)

”اور میں تمام مخلوق کی طرف بھیجا گیا ہوں اور میری آمد سے انبیاء کا سلسلہ آمد ختم ہو گیا ہے۔“

آپ کی نبوت ورالت کو باری تعالیٰ نے تمام انبیاء رسل کی نبوت ورسالت سے اپنے دائرہ کار کے اعتبار سے ممتاز اور منفرد بنایا ہے اور اسے کسی خاص قوم، قبیلے اور زمانے تک محدود نہیں رہنے دیا۔ کل اقوام، کل قبائل اور کل زمانوں کے لیے آپ کی نبوت ورسالت کو دوام بخشا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ یہ اعزاز بھی عطا کیا ہے۔ اس رسالت کو تمام قوموں اور تمام زمانوں کے لیے ہدایت اور رحمت بھی قرار دیا ہے۔ اس لیے ارشاد فرمایا:

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ۔ (الانبیاء، 21: 107)

”اور (اے رسولِ محتشم!) ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر۔“

اب باری تعالیٰ نے آپ کی ذات پر ایمان لانے والوں کو بطور خاص اور تمام انسانوں کو بالعموم پکارا اور مخاطب کیا کہ اگر تم آپ کی ذات اقدس سے ہدایت کی نعمت پانا چاہتے ہو اور آپ کی شان رحمۃ للعالمینی کا فیض چاہتے ہو اور اللہ کی رحمت کے مستحق بننا چاہتے ہو تو آپ کی اطاعت و اتباع کو اختیار کر لو۔

اطاعت واتباع سے ہدایت اور رحمت ملتی ہے

ارشاد فرمایا:

وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ۔ (آل عمران، 3: 132)

”اور اللہ کی اور رسول (ﷺ) کی فرمانبرداری کرتے رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔“

اطاعت کا لازمی نتیجہ ہدایت ہوتی ہے، رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کا خاصہ ہدایت الٰہیہ سے مستنیر ہونا ہے۔ اس لیے باری تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کا صلہ اور اجر دینے کا اعلان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

اِنْ تُطِيْعُوْهُ تَهْتَدُوْا۔ (النور، 24: 54)

اس طرح رسول کی اتباع و پیروی کرنے والوں کو خوشخبری دیتے ہوئے اور ہر روز دعائے ہدایت اھدنا الصراط المستقیم کرنے والوں کو اتباع رسول ﷺ کا یوں حکم دیا:

وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ۔ (الاعراف، 7: 158)

”اور اس رسول کی اتباع کرو تاکہ تم ہدایت پا جاؤ۔“

قرآن نے اطاعت رسول ﷺ اور اتباع رسول ﷺ اسوہ رسول اور سیرت رسول ﷺ اور سنن و فرائض رسول اور احکام و فرمودات رسول اور رشد و ہدایت رسول ﷺ کی شرعی حیثیت کا تعین کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ أَطَاعَ اللّٰهَ۔ (النساء، 4: 80)

”جس نے رسول (ﷺ) کا حکم مانا بے شک اس نے اللہ (ہی) کا حکم مانا۔“

رسول اللہ ﷺ نے قرآن کو احسن الحدیث اور احسن الکلام قرار دیا ہے اور اپنی حدیث و سنت اور اسوہ و سیرت کو احسن الھدی قرار دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

فان احسن الحدیث کتاب اللہ واحسن الھدی ھدی محمد ﷺ۔ (صحیح بخار، کتاب الاعتصام، 2: 1080)

”بے شک سب سے بہتر کلام اللہ کی کتاب ہے اور سب سے بہتر راستہ محمد ﷺ کا راستہ ہے۔“

عصر حاضر کے انسان کے مسائل

ان تمام حقائق و تعلیمات اسلام کو جاننے کے بعد عصر حاضر کا ایک افسردہ انسان ایک پریشان حال انسان، ایک دکھی و

غمزدہ انسان، انسانیت و شرافت و صداقت و عدالت، مساوات و برداشت کا طالب انسان، در رسول پر سوالی بن کر حاضر ہوتا ہے اور مجسم پیکر دعا بن کر اپنے منظوم کلمات بارگاہ رسالتمآب ﷺ میں یوں پیش کرتا ہے:

فسادات کا آج محور ہے انسان
تضادات کا سخت پتھر ہے انسان
روایات کا زرد منظر ہے انسان
ضمیر آدمیت کا ہے پارہ پارہ

(ریاض حسین چودھری، سلام علیک، نوریہ رضویہ پبلی کیشنز، ص 81)

آج کے انسان کے لیے شرف علوت کیسے حاصل ہو سکتا ہے۔ آج کا انسان خود کو کس طرح فسادات و تضادات سے بچا سکتا ہے۔ آج کا انسان کیسے اپنے ضمیر کی آواز پر لبیک کہہ سکتا ہے اور آج کا

انسان کیسے اسلام کی عظمت رفتہ کی روایات اور اسلام کی عطا کردہ اعلیٰ انسانی روایات اور معیارات کو کس طرح بحال کر سکتا ہے۔ آج کا انسان بھی اپنے ایمان بالرسالت کا اقراری ہے اور آج کا انسان بھی اپنے مومن ہونے کا دعویدار ہے۔ اس لیے پریشان حال ہے۔

کیا ایمان ایک رسمی اعلان ہے

اور سوچتا ہے کیا ایمان رسمی اعلان کا نام ہے۔ کیا آج کا ایمان ایک مسلمان کو بدل نہیں سکتا۔ کیا آج کا ایمان ایک مسلمان کے کردار کو اقوام عالم کے لیے ایک مثال اور ایک نمونہ نہیں بنا سکتا۔ اگر معاذ اللہ ایمان میں یہ تاثیر نہیں تو میرا آج ایمان لانا کیا حیثیت رکھتا ہے۔ کیا آج میرے ایمان کی حقیقت ایک رسمی، ایمان اور اعلان کی ہے۔ اگر آج میرا ایمان حقیقی ہے تو ایمان کے لانے کے نتائج و ثمرات اور تغیرات و اثرات کہاں ہیں اور کردار مسلم کی رفعت اور بلندی کہاں ہے، اس کردار مسلم کو اپنے اسلاف اور اپنے اباء کے کردار سے نسبت و تعلق کیوں نہیں۔ آج اس ایمان میں حرارت و بلندی کیوں نہیں۔ آج کا ایمان اپنے حاصل اور عامل کو صاحب کردار کیوں نہیں بنا رہا۔

رسول اللہ ﷺ اپنی بارگاہ میں یہ سوال لے کر حاضر ہونے والے اور امت مسلمہ کے احوال شکستہ کا شکوہ کرنے والے کو اپنی بارگاہ سے آج بھی یہ جواب عنایت کر رہے ہیں کہ جب تک تمہارا ایمان ہر دور میں اور بالخصوص تمہارے آج کے دور میں بھی دو صفات سے آراستہ نہ ہو جائے تو اس وقت تک یہ ایمان اپنے ثمرات اور اثرات نہیں دے سکتا۔ جب تک اس ایمان کو میری ذات کی محبت و مودت سے اور میری لائی ہوئی شریعت کی محبت و اطاعت اور اتباع و پیروی سے آراستہ نہ کر دو تو تب تک تمہارا ایمان موثر حیات اور موثر کردار نہیں ہو سکتا۔

ایمان کی موثریت کے لیے ضابطے

اس لیے ارشاد فرمایا:

لایومن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین۔ (صحیح بخاری، کتاب الایمان)

”تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک صاحب ایمان نہیں ہو سکتا۔ جب تک میری ذات اس کے نزدیک اس کے والدین اس کی اولاد اور دنیا کے تمام انسانوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جائے۔“

اس حدیث مبارکہ میں من ولدہ، من والدہ اور من الناس اجمعین کا ذکر کیا ہے اور دوسری حدیث مبارکہ میں من نفسہ کا بھی ذکر کیا ہے اور ارشاد فرمایا ہے:

لن یومن احد کم حتی اکون احب الیه من نفسہ۔

(صحیح بخاری، کتاب الایمان)

"تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک ہر گز صاحب ایمان نہیں ہو سکتا جب تک میری ذات اس کے نزدیک اس کی اپنی جان سے بھی زیادہ محبوب نہ ہو جائے۔"

اب ان دونوں احادیث مبارکہ میں یہ الفاظ قابل توجہ ہیں۔ لا یومن احد کم اور لن یومن احد کم۔ ارشاد فرما رہے ہیں۔ تم میں سے کوئی صاحب ایمان نہیں ہو سکتا۔ تم میں سے کوئی بھی ہر گز مومن نہیں ہو سکتا۔ آگے دونوں احادیث میں یہ الفاظ آئے ہیں۔

حتی اکون احب الیہ، حتی اکون احب الیہ۔

یہاں تک کہ میں اس کا محبوب نہ ہو جاؤں، میں اس کی سب سے زیادہ پسندیدہ ذات اور شخصیت نہ بن جاؤں۔ میری ذات کی محبت اس کی ہر محبت سے فائق ہو جائے، میری محبت اس کے دل میں اس کے والدین کی محبت، اس کی اولاد کی محبت، حتی کہ تمام دوستوں اور تمام لوگوں کی محبت سے زیادہ ہو جائے۔

ایمان بالرسالت، رسول اللہ ﷺ کو محبوب بنانے کا نام ہے

اب ایک محبت رہ گئی تھی خدشہ تھا کہ انسان شاید اس محبت کو رسول اللہ ﷺ کی محبت پر قربان نہ کرے۔ اس لیے حضرت عمر فاروقؓ نے کہا۔ میرے ایمان کی حالت یہ ہے کہ آپ کی محبت کو اپنے والدین، اپنی اولاد اور تمام دوستوں اور تمام لوگوں کی محبت سے زیادہ جانتا ہوں اور اپنے دل میں محسوس کرتا ہوں مگر جب اپنی جان کی محبت کا معاملہ آتا ہے تو اس کو آپ کی محبت سے زیادہ چاہتا ہوں۔ فرمایا اے عمر تمہارا ایمان ابھی مکمل نہیں ہے، کمال ایمان یہ ہے کہ میری ذات کی محبت تیری اپنی جان کی محبت سے بھی زیادہ ہو جائے۔ ادھر رسول اللہ ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا: ادھر حضرت عمر فاروقؓ کی حالت قلب بدلی اور اعلان کرنے لگے۔

یا رسول اللہ ﷺ اب حالت قلب یہ ہے کہ آپ کی محبت اپنی جان کی محبت سے بھی زیادہ عزیز ہو گئی۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: الان یا عمر اے عمر اب تمہارا ایمان مکمل ہوا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے اپنی ذات کی محبت، اپنے والدین، اپنی اولاد اور تمام لوگوں کی محبت، خود انسان کی اپنی جان سے زیادہ محبت کا ایمان قرار دیا ہے اور اپنی محبت کی محبت کو ہر چیز اور ہر رشتے سے زیادہ کرنے کا مقصود یہ تھا کہ آپ کی ذات کی محبت انسان کو آپ کے لائے ہوئے دین کی محبت اور آپ

کی لائی ہوئی شریعت کی محبت اور آپ کو عطا کی گئی بے مثال سیرت کی طرف منتقل کر دے اور آپ کی ذات کی محبت، آپکی شریعت کی محبت میں ڈھل جائے اور آپ کی ذات کی محبت آپ کے اسوہ حسنہ پر عمل کرنے کا ذریعہ اور سبب بن جائے۔اس لیے انسانی نفسیات ہر دور میں یہی شہادت و گواہی دیتی ہیں جس کی ذات سے محبت ہوتی ہے۔اس کی سیرت کو اختیار کیا جاتا ہے جس کی شخصیت پسندیدہ ہوتی ہے۔ اسی کے خلق کو اپنی شخصیت کا خلق بنایا جاتا ہے۔ ہر اطاعت و اتباع اور پیروی و تابعداری اس کی ہی کی جاتی ہے جو جان و دل میں بستا ہو۔

ایمان خواہشات نفس کو تابع شریعت کرنا ہے

اس لیے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لا یومن احد کم حتی یکون ھواہ تبعا لما جئت بہ۔

"تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک صاحب ایمان نہیں ہو سکتا جب تک وہ اپنی تمام خواہشات کو میری تعلیم کے تابع نہ کر دے۔" (صحیح بخاری)

انسان کامل کے حضور جب آج کا افسردہ انسان اپنے زمانے کے مسائل لے کر حاضر ہوتا ہے تو اسے سب سے بڑا سبق حیات، سب سے بڑی نصیحت اور سب سے بڑی رشد و ہدایت یہ دی جاتی ہے، اپنی ہوائے نفس کو شریعت اسلامی اور دین اسلام کی تعلیمات کے موافق اور مطابق بنا لے۔اس کی زندگی کے تمام مسائل کا حل اطاعت و اتباع رسول میں ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات موجود ہیں اور رسول اللہ ﷺ کی ہدایت آج بھی موجود ہے۔ مگر انسان کا عمل ان تعلیمات رسول اور اس ہدایت رسول سے دور ہی دور اور بعید ہی بعید ہے۔ یہی آج کے دور کے انسان کا سب سے بڑا مسئلہ ہے۔ایک طرف مسئلہ ہوائے نفس کا ہے اور دوسری طرف مسئلہ اطاعت و اتباع رسول اور سیرت و اسوہ رسول ﷺ کا ہے۔ نفس صرف اور صرف دنیا چاہتا ہے، سیرت و اطاعت دنیا اور آخرت دونوں کو چاہتی ہے، ہوائے نفس کی کامل پیروی میں سیرت و اطاعت رسول رکاوٹ ہے۔ نفس اپنی خواہش پر دین داری کا رنگ چڑھاتا ہے۔ نفس اپنی خواہش کو اسلامی خواہش کا ادب دیتا ہے۔

انسان کے برے اعمال خوشنما بنا دیئے جانا

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ۔(آل عمران،3: 14)

"لوگوں کے لیے ان کی خواہشات کی محبت خوب آراستہ کر دی گئی ہے۔"

دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

زُيِّنَ لَهُمْ سُوْٓءُ اَعْمَالِهِمْ۔ (التوبۃ، 9: 37)

”ان کے لیے ان کے برے اعمال خوشنما بنا دیئے ہیں۔“

اَفَمَنْ زُيِّنَ لَهٗ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ فَرَاٰهُ حَسَنًا۔ (فاطر، 35: 8)

”بھلا جس شخص کے لیے اس کا برا عمل آراستہ کر دیا گیا ہو اور وہ اسے (حقیقتاً) اچھا سمجھنے لگے (کیا وہ مومنِ صالح جیسا ہو سکتا ہے)۔“

اس کا نتیجہ قرآن بیان کرتا ہے:

وَصُدُّوْا عَنِ السَّبِيْلِ۔ (الرعد، 13: 33)

”اور وہ سیدھی راہ سے روک دیئے گئے۔“

وَصُدَّ عَنِ السَّبِيْلِ۔ (غافر، 40: 37)

”اور وہ اللہ کی راہ سے روک دیا گیا۔“

آج کے افسردہ انسان کے سامنے تمام خلاف اسلام اور مخالف دین اور شریعت اسلامی کے منافی تمام کام اور تمام اعمال شیطان اور شیطانی قوتوں نے ہمارے ذہن و دل میں اچھے اور عمدہ کر کے پیش کر دیئے ہیں۔ ساری دنیا ان کو خلاف اسلام سمجھتی ہے مگر اعمال سئیہ کا ارتکاب کرنے والا ان کو اعمال حسنہ جانتا ہے۔ وہ اپنے کسی عمل کو کبھی کوئی عنوان اسلام دیتا ہے، کبھی اپنے عمل کو کوئی اور نام اسلام دیتا ہے، کبھی اپنے برے اعمال کو عین شریعت سمجھتا ہے اور کبھی اپنے عمل سوء کو عین اسلام گردانتا ہے، وہ ساری امت کے خلاف اور اجماع امت کے مخالف اپنی ہی ہوائے نفس کے فتویٰ کو حجت سمجھتا ہے۔

ہوائے نفس اور نسل پرستی

اس لیے آج کے افسردہ انسان کی ہوائے نفس کہتی ہے نسل پرستی، لسانی شناخت، علاقائی برتری، رنگ و قبیلہ کی

فضیلت کو اپنے سیاسی مفادات کے تحت ترجیح دو۔ اس کا خود ساختہ شرعی جواز اپنے ذہن میں قائم کر لیتا ہے مگر دوسری طرف شریعت اسلامی اور سیرت محمدی ﷺ کے ان احکامات کو پس پشت ڈال دیتا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا ط اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ۔ (الحجرات، 49: 13)

"اے لوگو! ہم نے تمہیں مرد اور عورت سے پیدا فرمایا اور ہم نے تمہیں (بڑی بڑی) قوموں اور قبیلوں میں (تقسیم) کیا تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو۔ بے شک اللہ کے نزدیک تم میں زیادہ باعزت وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیز گار ہو۔"

اور رسول اللہ ﷺ کی سیرت کے اس سبق کو بھی بھول جاتا ہے:

الناس سواسية كاسنان المشط الواحد لافضل لعربي على عجمي الا التقوىٰ۔ (السیوطی، جلال الدین، امام مناهل الصفا، 11) (الدولابی، الاسماء الکنی، 1: 168)

"لوگ ایک کنگھی کے دندانوں کی طرح برابر ہیں کسی عربی کو عجمی پر فضیلت حاصل نہیں۔ ہاں صرف اور صرف تقویٰ کی بدولت"۔

اور اسی نسل پرستی اور لسانی و علاقائی شناخت اور جاہلیت پرستی کے بتوں کو اس ارشاد کو پڑھنے اور سمجھنے کے بعد بھی پاش پاش کرنے کے لیے تیار نہیں ہوتا۔ ارشاد فرمایا:

ان الله قد اذهب عنكم عبية الجاهلية و تعاظمها بابائها۔

(ترمذی، محمد بن عیسیٰ، الجامع ترمذی، کتاب تفسیر، حدیث 3270)

"اے لوگو اللہ تعالیٰ نے تم سے جاہلیت کا غرور اور ایک دوسرے پر خاندانی فخر و غرور دور کر دیا ہے۔"

ہوائے نفس اور دولت پرستی

ہوائے نفس کہتی ہے کہ وہ دولت کو اپنے دامن میں سمیٹتا چلا جائے۔ اپنے بنک و بیلنس میں اضافہ کرتا جائے۔ قوم و ملک کو جی بھر کے ٹیکنکل انداز و طریقے سے لوٹ لے، کرپشن و بدعنوانی جی بھر کر

کرے مگر اس کا ایک بھی نشان نہ چھوڑے۔اس کی کرپشن کو پکڑنے والے خود پکڑے جائیں مگر اس کی کرپشن نہ پکڑ سکیں مگر وہ اس کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی شریعت اور سیرت کو بھول جاتا ہے کہ دولت کو معاشرے کے ہر فرد تک زندہ رہنے کے لیے پہنچاؤ اور ہر کسی کو روزگار دو اور دولت کی گردش صرف امیروں تک محدود نہ رہنے دو۔ارشاد فرمایا:

كَيْ لَا يَكُوْنَ دُوْلَةً م بَيْنَ الْاَغْنِيَآءِ مِنْكُمْ۔(الحشر، 59: 7)

”تاکہ جو لوگ تم میں دولت مند ہیں سب مال ان ہی میں نہ پھرتا رہے کہ انہیں کے تصرف میں رہ جائے اور غریب محروم رہ جائیں۔“

ہوائے نفس اور ہوس پرستی

آج کے افسردہ انسان کی ہوائے نفس کہتی ہے اپنی بھوک مٹاؤ، اپنی بھوک مٹانے کے لیے ہر جائز و ناجائز عمل کرو جو ضرورت سے زائد ہے وہ بھی روک رکھو۔ خرچ نہ کرو اپنے لیے مال زیادہ سے زیادہ جمع کرو۔ ذخیرہ اندوزی کرو، غریبوں اور محتاجوں کو نہ دو، بھوکوں کو کھانا نہ کھلاؤ، یتیموں، مساکینوں اور فقیروں کا مال بھی ہڑپ کر جاؤ جبکہ دوسری طرف شریعت اسلامی اور سیرت محمدی ﷺ یہ کہتی ہے:

وَّاٰتُوْهُمْ مِّنْ مَّالِ اللّٰهِ الَّذِيْٓ اٰتٰىكُمْ۔(النور، 24: 33)

”اور جو مال اللہ نے تم کو دیا ہے اس میں سے تم ان کو دے دو۔“

اطعموا الجائع۔(صحیح بخاری، کتاب الاطعمة، حدیث 5058)

’بھوکے (بھوکوں) کو کھانا کھلاؤ،“

دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

من كان عنده فضل ظهر فليعد به على من لا ظهر له ومن كان عنده فضل زاد فليعد به على من لا زاد له۔(سنن ابی داؤد، کتاب الزکوۃ باب حقوق المال)

”جس کے پاس کوئی زائد سواری ہے تو وہ اسے دے جس کے پاس واری نہیں ہے اور جس کے پاس زائد زادراہ ہے وہ اسے دے جس کے پاس زادراہ نہیں ہے۔“

ھوائے نفس اور نفس پرستی

آج کے افسردہ انسان کی ہوائے نفس کہتی ہے اپنے ہی سارے حقوق پورے کیے جائیں، دوسروں کو حقوق کا شعور بھی نہ دیا جائے۔ آج تمام سہولیات کا مرکز و محور اپنی ذات کو بنایا جائے۔ آج کی تمام

بنیادی ضروریات کو اپنی دہلیز پر لایا جائے۔ دوسرے کو کیا ملتا ہے اور کیا نہیں ملتا اس کی پرواہ نہ کی جائے۔ مگر دوسری طرف یہی ظالم انسان رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات کو بھول جاتا ہے۔ جس میں آپ نے فرمایا:

لیس لابن ادم حق فی سوی ھذہ الخصال بیت یسکنہ وثوب یواری عورتہ وحلف الخبز والماء۔ (جامع ترمذی، کتاب الزھد، باب الزھاد فی الدنیا، حدیث 2341)

”انسان کے لیے ان اشیاء کے سواء کوئی حق نہیں رہنے کے لیے مکان، ستر (عورت) پوشی جسم کے لیے کپڑا کھانے کے لیے روٹی اور پینے کے لیے پانی۔“

خلاصہ کلام

آج کا افسردہ انسان، پریشان حال اس لیے ہے کہ اس کے لیے ایک طرف ہوائے نفسانی ہے اور دوسری طرف الوہی ہدایت ہے۔ جسم و نفس ہوائے نفسانی کی پیروی کی تاکید کرتا ہے دل و قلب الوہی و نبوی ہدایت کی پیروی کی نصیحت کرتا ہے۔ دنیا طلبی ہوائے نفس میں ہے۔ آخرت طلبی الوہی ہدایت میں ہے۔ قرآنی ہدایت اور نبوی سیرت ﷺ کہتی ہے۔ اسلامی معاشرے میں عورت کو ماں، بہن اور بیٹی کی حیثیت میں عزت دو، شوہر اپنی عورتوں کے ساتھ حسن سلوک اختیار کریں اور سب سے بہترین سلوک ان سے کریں۔ ان کو عزت دیں ان کو بے عزت نہ کریں، بیٹیوں کو اچھی تعلیم و تربیت دیں۔ والدین کا یہی عمل ان کے لیے جنت کا باعث ہوگا اور ماں کی خدمت جنت کا سبب ہے اور نیک عورت اس دنیا کی سب سے بڑی متاع ہے مگر ہمارا نفس ان تعلیمات کے خلاف کرتا ہے۔

اسی طرح رسول اللہ ﷺ کی سیرت کہتی ہے نوجوانو! بے راہ روی سے بچو صاحب استعداد ہو تو میری سنت کی پیروی کرو اور جب عمر نکاح کو پہنچو تو صرف اور صرف نکاح کرو زنا نہ کرو مگر ہماری ہوائے نفس ہمیں گمراہ کرتی رہتی ہے۔ ہم سے حلال کی بجائے حرام کا ارتکاب کراتی ہے۔

رسول کی سیرت کہتی ہے شراب اور ہر نشہ آور چیز سے کنارہ کش ہو جاؤ، شراب اور خمر کا ایک قطرہ بھی حرام ہے۔ اس لیے ارتکاب حرام نہ کرو۔ حرام کی قربت انسان کو حرام کا دلدادہ اور مرتکب بنا دیتی ہے۔ اس لیے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ما اسکر کثیرہ فقلیلہ حرام۔

”جس کا کثیر حصہ نشہ لائے اس کا تھوڑا حصہ بھی حرام ہے۔“ (سنن ابن ماجہ، کتاب الاشربہ)

رسول اللہ ﷺ کی سیرت کہتی ہے ہم اپنے ماحول کو صاف ستھرا رکھیں، ہر طرح کے گند اور غلاظت سے جان چھڑائیں۔

الطھور شطر الایمان۔(ترمذی، کتاب الدعوات، حدیث 3519)

”صفائی وطہارت نصف ایمان ہے۔“

اپنے معاشرے کو بیماریوں سے محفوظ کریں، ماحولیاتی صحت کو قائم کریں، ماحول کو صحت مند بنانے کے لیے اس کو سموگ اور ماحولیاتی آلودگی سے پاک کریں۔ اپنے شہروں اور قصبوں میں شجر کاری کریں مگر ہم اپنی ہوائے نفس کے تحت ان تعلیمات کے خلاف عمل پیرا ہیں۔ ہمیں رسول اللہ ﷺ کی شریعت سیرت اور اسوہ حسنہ یہ راہنمائی دیتے ہیں کہ ہم کسی انسان کو ناحق قتل نہ کریں، کسی انسان کا خون بلاوجہ نہ بہائیں، کسی سے اپنی عداوت کا انتقام از خود نہ لیں۔ عدل وانصاف کا خون نہ کریں، انسانی خون کی بے توقیری نہ کریں۔ اس لیے قرآن کا صریح حکم ہے۔

مَنْ قَتَلَ نَفْسًام بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِي الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا۔ (المائدۃ، 5: 32)

”جس نے کسی شخص کو بغیر قصاص کے یا زمین میں فساد انگیزی (کی سزا) کے بغیر (ناحق) قتل کر دیا تو گویا اس نے (معاشرے کے) تمام لوگوں کو قتل کر ڈالا۔“

اور رسول اللہ ﷺ نے خطبہ حجۃ الوداع کے موقع پر امت کو قتل وغارت گری اور فتنہ وفساد اور سفاکی وخونریزی سے منع فرمایا اور ارشاد فرمایا:

الا لا ترجعوا بعدی ضلالاً لایضرب بعضکم رقاب بعض۔(خطبة حجة الوداع)

”خبردار تم میرے بعد پلٹ کر پھر گمراہ نہ ہو جانا۔ یوں ایک دوسرے کی گردنیں نہ کاٹنے لگ جانا یہ سب سے بڑی گمراہی ہو گی۔“

رسول اللہ ﷺ کی سیرت اور تعلیمات اسلام تو یہ کہتی ہیں آج دنیا میں جاری دہشت گردی اور قتل وغارت گری میں کسی مسلمان کا کوئی تعلق نہ ہوتا آپ کا کوئی امتی اور کلمہ گو دنیاداروں کی نظر میں دہشت گرد نہ ہوتا مگر آج ہمارا نفس اور ہماری ہوائے نفس وہ کام ہم سے کرا رہی ہے جس کا تعلق نہ اسلام سے ہے اور نہ اللہ کے دین سے ہے اور نہ رسول اللہ ﷺ کی سیرت سے ہے۔ سیرت رسول ﷺ کا مقصد تو یہ تھا اور ہے کہ ہم اس دنیا میں اپنے کردار میں خورشید جہاں کی مانند ہیں میں اپنی بات اور اپنا موضوع اقبال کے اس شعر پر ختم کرتا ہوں۔

اٹھ کہ خورشید کا سامان سفر تازہ کریں
نفس سوختہ شام وسحر تازہ کریں (اقبال)

حج، سفرِ عشق و محبت

سمیہ اسلام

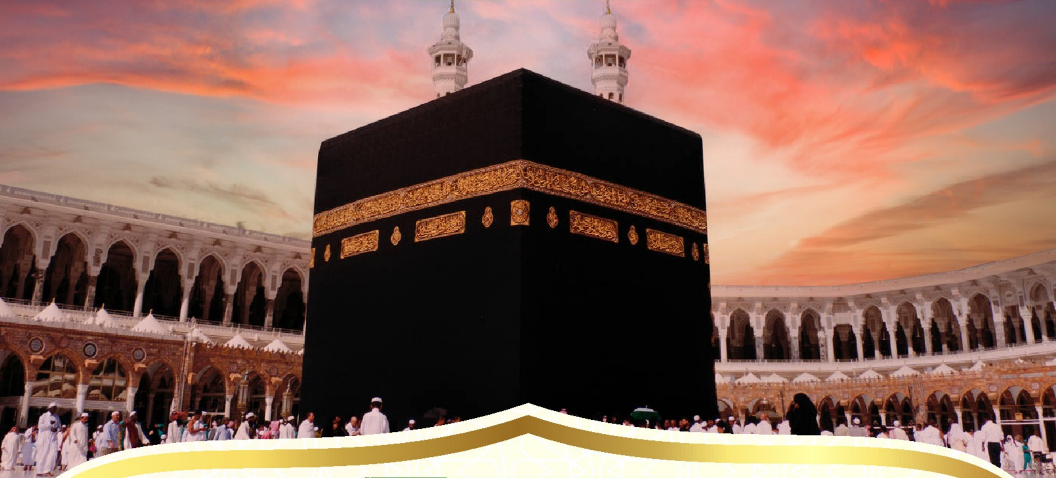

حج: سفرِ عشق و محبت

حج اسلام کے بنیادی ارکان میں سے ایک عظیم رکن ہے، جو محض ایک عبادت نہیں بلکہ روحانی بیداری، قربِ الٰہی اور عشقِ حقیقی کا ایک بے مثال سفر ہے۔ یہ وہ مقدس فریضہ ہے جس میں انسان دنیاوی مصروفیات، خواہشات اور ظاہری نمود و نمائش کو چھوڑ کر اپنے رب کی بارگاہ میں حاضر ہوتا ہے۔ اسی لیے کہا جاتا ہے کہ حج، سفرِ عشق و محبت ہے۔ ایسا سفر جو انسان کے دل کو بدل دیتا ہے اور اس کی زندگی کو نئی سمت عطا کرتا ہے۔

حج کا آغاز احرام باندھنے سے ہوتا ہے، جو سادگی، برابری اور عاجزی کی علامت ہے۔ امیر و غریب، بادشاہ و فقیر سب ایک ہی لباس میں ملبوس ہو کر اس بات کا اعلان کرتے ہیں کہ اللہ کے نزدیک سب برابر ہیں۔ یہ منظر انسان کے دل میں اخلاص اور عاجزی پیدا کرتا ہے، اور اسے یاد دلاتا ہے کہ اصل عظمت تقویٰ میں ہے، نہ کہ دنیاوی حیثیت میں۔

طوافِ کعبہ: محبت کا عملی اظہار

خانہ کعبہ کا طواف دراصل محبت کی ایک عملی تصویر ہے۔ لاکھوں فرزندانِ اسلام ایک ہی مرکز کے گرد گھومتے ہیں، گویا اپنے محبوبِ حقیقی کے گرد پروانے کی طرح منڈلا رہے ہوں۔ ہر چکر کے ساتھ دل کی دھڑکن تیز ہو جاتی ہے اور آنکھیں اشکبار ہو جاتی ہیں۔ یہ لمحے انسان کو اپنے رب کے اور

قریب لے جاتے ہیں اور اس کے دل میں عشقِ الٰہی کی شمع روشن کرتے ہیں۔

خانہ کعبہ کا طواف محض ایک عبادت نہیں بلکہ بندے اور اس کے رب کے درمیان ایک گہرا روحانی تعلق ہے۔ یہ عمل دراصل اس محبت کا عملی اظہار ہے جو ایک مومن اپنے خالق کے لیے دل میں رکھتا ہے کہ۔ جب انسان کعبہ کے گرد گھومتا ہے تو وہ دنیا کی ہر چیز سے بے نیاز ہو کر صرف اپنے رب کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے۔

مرکزِ وحدت: ایک امت، ایک سمت

طواف کا سب سے خوبصورت پہلو یہ ہے کہ دنیا کے کونے کونے سے آئے ہوئے مسلمان ایک ہی مرکز کے گرد جمع ہوتے ہیں۔ زبانیں مختلف، رنگ مختلف، مگر دل ایک ہی مقصد کے لیے دھڑک رہے ہوتے ہیں۔ یہ منظر امتِ مسلمہ کی وحدت اور یگانگت کی ایک جیتی جاگتی تصویر پیش کرتا ہے۔

پروانے اور شمع: عشقِ حقیقی کی مثال

طواف کرنے والے ایسے محسوس ہوتے ہیں جیسے پروانے شمع کے گرد منڈلا رہے ہوں۔ یہاں شمع، محبوبِ حقیقی یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ ہر قدم، ہر چکر اس عشق کی شدت کو ظاہر کرتا ہے جو بندہ اپنے رب سے رکھتا ہے۔ یہ عشق کسی لفظ کا محتاج نہیں بلکہ عمل میں نظر آتا ہے۔

دل کی کیفیت: آنسو اور سکون

ہر چکر کے ساتھ دل کی دھڑکن تیز ہو جاتی ہے، آنکھیں نم ہو جاتی ہیں، اور روح کو ایک عجیب سا سکون ملتا ہے۔ یہ وہ لمحے ہوتے ہیں جب انسان اپنے گناہوں کو یاد کر کے توبہ کرتا ہے اور اللہ کی رحمت کی امید رکھتا ہے۔ یہ آنسو کمزوری نہیں بلکہ قربِ الٰہی کی علامت ہوتے ہیں۔

قربِ الٰہی: روحانی بلندی کا سفر

طوافِ کعبہ انسان کو اللہ کے مزید قریب لے جاتا ہے۔ یہ صرف جسمانی حرکت نہیں بلکہ روحانی سفر ہے جس میں بندہ اپنے رب کے ساتھ تعلق کو مضبوط کرتا ہے۔ ان لمحات میں دل میں عشقِ الٰہی کی شمع روشن ہوتی ہے جو زندگی بھر انسان کو روشنی دیتی ہے۔

سعی کے دوران صفا اور مروہ کے درمیان دوڑنا حضرت ہاجرہؑ کی قربانی اور اللہ پر کامل یقین کی یاد دلاتا ہے۔ یہ عمل ہمیں سکھاتا ہے کہ مشکلات کے باوجود اللہ پر بھروسہ رکھنا چاہیے، کیونکہ وہی ہے جو

بندے کی ہر ضرورت پوری کرتا ہے۔ اسی طرح میدانِ عرفات میں وقوف حج کا سب سے اہم رکن ہے، جہاں انسان اپنے گناہوں کی معافی مانگتا ہے اور دل کی گہرائیوں سے اپنے رب سے لو لگاتا ہے۔ یہ وہ لمحہ ہوتا ہے جب بندہ اپنے رب کے سب سے قریب محسوس کرتا ہے۔

رمیِ جمرات کے ذریعے انسان شیطان کو کنکریاں مارتا ہے، جو دراصل اپنے نفس اور برائیوں کے خلاف ایک علامتی جنگ ہے۔ یہ عمل ہمیں یاد دلاتا ہے کہ ہمیں اپنی زندگی میں برائیوں سے لڑنا ہے اور نیکی کے راستے کو اپنانا ہے۔ قربانی کے ذریعے انسان حضرت ابراہیمؑ کی سنت کو زندہ کرتا ہے اور یہ عہد کرتا ہے کہ وہ اللہ کی رضا کے لیے ہر چیز قربان کرنے کو تیار ہے۔

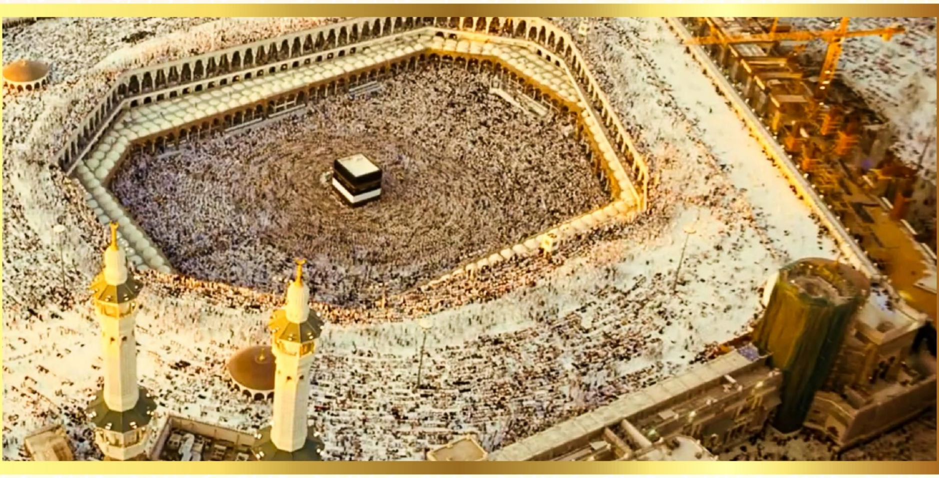

حج کا یہ پورا سفر انسان کے دل کو پاک کرتا ہے، اس کے ایمان کو مزید مضبوط بناتا ہے اور اسے ایک نئی زندگی عطا کرتا ہے۔ یہ عشق و محبت کا ایسا سفر ہے جس میں بندہ اپنے رب کے قریب ہو کر حقیقی سکون حاصل کرتا ہے۔ حج کے بعد ایک مومن کی زندگی میں نمایاں تبدیلی آتی ہے، وہ زیادہ صابر، شکر گزار اور اللہ کے احکامات کا پابند بن جاتا ہے۔

حج کے بعد ایک مومن کی زندگی میں جو تبدیلی آتی ہے، وہ اس سفر کا اصل ثمر ہے۔ ایک سچا حاجی:

زیادہ صبر کرنے والا ہو جاتا ہے

ہر حال میں شکر ادا کرتا ہے

گناہوں سے بچنے کی کوشش کرتا ہے

لوگوں کے ساتھ نرمی اور حسنِ سلوک اختیار کرتا ہے

اصل کامیابی یہی ہے کہ حج کے بعد بھی انسان اپنی اس روحانی کیفیت کو برقرار رکھے۔ اگر حج کے بعد زندگی ویسی ہی رہے جیسی پہلے تھی، تو اس کا مطلب ہے کہ ہم نے اس سفر کے پیغام کو پوری طرح

سمجھا نہیں۔ حج ہمیں یہ سکھاتا ہے کہ: یہ دنیا عارضی ہے، اصل زندگی آخرت کی ہے اور حقیقی سکون صرف اللہ کے قریب ہونے میں ہے، نہ کہ دنیاوی چیزوں میں۔

حج واقعی عشق و محبت کا ایک ایسا عظیم سفر ہے جو انسان کے اندر ایک گہری اور پائیدار تبدیلی پیدا کرتا ہے۔ یہ محض چند عبادات کا مجموعہ نہیں بلکہ ایک مکمل تربیتی نظام ہے، جو انسان کو ظاہری اعمال کے ساتھ ساتھ باطنی اصلاح کی طرف بھی لے جاتا ہے۔

سب سے بڑھ کر، حج انسان کے اندر اللہ سے محبت کو مضبوط کرتا ہے۔ جب ایک بندہ ہزاروں میل کا سفر طے کر کے اللہ کے گھر پہنچتا ہے، گرمی، ہجوم اور مشقت کو برداشت کرتا ہے، تو درحقیقت وہ اپنے عمل سے یہ ثابت کرتا ہے کہ اس کے دل میں اپنے رب کی محبت ہر چیز سے بڑھ کر ہے۔ یہ محبت ہی وہ بنیاد ہے جس پر ایمان مضبوط ہوتا ہے۔

یہ سفر ہمیں یہ بھی سکھاتا ہے کہ اصل کامیابی کیا ہے۔ دنیا میں ہم عموماً کامیابی کو مال، شہرت یا مقام سے جوڑتے ہیں، لیکن حج کے دوران ہمیں احساس ہوتا ہے کہ اصل کامیابی اللہ کی رضا حاصل کرنا ہے۔ لاکھوں لوگ ایک جیسے لباس میں، ایک ہی مقصد کے لیے جمع ہوتے ہیں۔ یہ منظر ہمیں یاد دلاتا ہے کہ دنیاوی فرق وقتی ہیں، جبکہ اللہ کے ہاں اصل معیار تقویٰ ہے۔

حج انسان کے اندر ایثار اور قربانی کا جذبہ بھی پیدا کرتا ہے۔ چاہے وہ وقت کی قربانی ہو، آرام کی یا مال کی۔ ہر پہلو سے انسان کو دین کے لیے کچھ چھوڑنا پڑتا ہے۔ یہی قربانی اسے ایک بہتر انسان بناتی ہے، جو دوسروں کے لیے بھی آسانیاں پیدا کرتا ہے۔

اس کے ساتھ ساتھ حج ہمیں صبر اور برداشت سکھاتا ہے۔ ہجوم، تھکن اور مختلف حالات کے باوجود ایک حاجی اپنے اخلاق کو قابو میں رکھتا ہے۔ وہ سیکھتا ہے کہ مشکل حالات میں بھی غصہ نہیں کرنا بلکہ نرمی اور تحمل سے کام لینا ہے۔ یہی صبر بعد میں اس کی روزمرہ زندگی میں بھی جھلکتا ہے۔

حج کا ایک اہم پہلو خود احتسابی (self-reflection) ہے۔ عرفات میں کھڑے ہو کر انسان اپنے ماضی پر غور کرتا ہے، اپنی غلطیوں کو یاد کرتا ہے اور سچی توبہ کرتا ہے۔ یہ لمحے اس کے دل کو نرم کر دیتے ہیں اور اسے ایک نئی شروعات کا حوصلہ دیتے ہیں۔

آخر میں، حج ہمیں یہ پیغام دیتا ہے کہ: زندگی کا اصل مقصد اللہ کی بندگی ہے، اور حقیقی سکون اسی میں ہے کہ انسان اپنے رب کے قریب ہو جائے۔ اگر یہ روح اور یہ سبق حج کے بعد بھی انسان کی زندگی میں قائم رہیں، تو یہی حج کی اصل کامیابی ہے۔ ایسا شخص نہ صرف خود بہتر بنتا ہے بلکہ اپنے اردگرد کے لوگوں کے لیے بھی رحمت اور آسانی کا سبب بن جاتا ہے۔

حمد باری تعالیٰ

کیسے ہیں تیری ہی رحمت پہ تکیہ ہم ترے بندے
غریب و بے نوا و بے سہارا ہم ترے بندے

ہمیں بھی حمد کی دولت سے مالا مال فرما دے
جمالِ فکر سے خالی ہیں مولا ہم ترے بندے

اگر تو ہی نہ ہم سے بے کسوں کا ہاتھ تھامے گا
پھریں گے در بدر یونہی خدایا! ہم ترے بندے

ہماری فکر کو اسلوبِ نو ایسا عطا کر دے
مزا آجائے تحمید و ثناء کا، ہم ترے بندے

بُرے ہیں، ہم بُرے ہیں، مانتے ہیں، ہم نہیں اچھے
ہمیں کردے کرم سے اپنے اچھا، ہم ترے بندے

بڑا شاطر ہے یہ ہر گام پر کرتا ہے وار اپنا
ہمیں ابلیس کے شر سے بچانا، ہم ترے بندے

ندامت سے جھکائے سر کفِ افسوس ملتے ہیں
تو ہم پر رحم کر بارِ الٰہا، ہم ترے بندے

ہم آصفؔ ہیں ترے محبوب کی امت سے "اِرحمنا"
کہیں دنیا میں ہوجائیں نہ رسوا، ہم ترے بندے

(پیر آصف بشیر چشتی)

عوامی شعور کی بیداری میڈیا کی ذمہ داری ہے

پروفیسر ڈاکٹر حسین محی الدین قادری کا دورۂ ایشین ممالک | خصوصی رپورٹ

صدر منہاج القرآن انٹرنیشنل پروفیسر ڈاکٹر حسین محی الدین قادری نے جنوری اور فروری 2026ء میں ایشیائی ممالک (ملائیشیا، ہانگ کانگ، جنوبی کوریا اور جاپان) کا ایک انتہائی اہم اور کثیر الجہتی دورہ کیا۔ اس دورے کا مقصد "سب کے لیے تعلیم" (Education for All) کے مشن کو عالمی سطح پر اجاگر کرنا، جدید معاشی چیلنجز کا اسلامی حل پیش کرنا اور منہاج القرآن کے دعوتی و تنظیمی نیٹ ورک کو مضبوط بنانا تھا۔ یہ دورہ علم، روحانیت اور عالمی بھائی چارے کے فروغ میں ایک سنگِ میل ثابت ہوا۔

ا۔ ملائیشیا

دورۂ ایشیا کے پہلے پڑاؤ کے طور پر ڈاکٹر حسین محی الدین قادری ملائیشیا پہنچے، جہاں کوالالمپور انٹرنیشنل ایئرپورٹ پر ان کا والہانہ استقبال کیا گیا۔ صدر منہاج ایشین کونسل عبدالرسول بھٹی اور مینیجنگ ڈائریکٹر منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن فیصل حسین مشہدی کی قیادت میں وفد نے شاندار استقبال کیا۔ اس موقع پر علی رضا (صدر ملائیشیا)، امجد رضا، محمد واثق، غلام علی سولنگی، محمد عمیر القادری، طارق محمود، یاسر مقصود اور مہتاب عباسی سمیت دیگر سینئر عہدیداران بھی موجود تھے۔

۱۔ کوالالمپور میں ڈاکٹر حسین محی الدین قادری نے پاکستانی میڈیا پروفیشنلز اور سوشل میڈیا انفلوئنسرز کے ساتھ ایک انٹرایکٹو میٹنگ کی۔ آپ نے صحافیوں کے سوالات کے تفصیلی جوابات دیے اور جدید سماجی و مذہبی موضوعات پر گفتگو کی۔ اس نشست میں کمیونٹی کی ترقی، تعلیم اور معاشرے کی تعمیر میں ذمہ دار میڈیا کے کردار کو خاص طور پر اجاگر کیا گیا۔ آپ نے صحافیوں کے سوالات کے جواب دیتے ہوئے دورِ حاضر کے فکری، سماجی اور مذہبی چیلنجز پر روشنی ڈالی۔ آپ نے میڈیا کے کردار پر گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ معاشرے کی فکری تعمیر اور عوامی شعور کی بیداری میں ذمہ دار میڈیا کا کردار ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے۔ میڈیا کو محض خبر رسانی تک محدود نہیں رہنا چاہیے بلکہ اسے کمیونٹی کی ترقی اور تعلیمی مشن میں ایک کلیدی پل کا کردار ادا کرنا چاہیے۔"

۲۔ ڈاکٹر حسین محی الدین قادری نے INCEIF یونیورسٹی میں ڈین ایس جی پی ایس پروفیسر ڈاکٹر منصور ابراہیم اور ایسوسی ایٹ ڈین ڈاکٹر مایا پسپا رحمان سے خصوصی ملاقات کی۔ اس ملاقات میں اعلیٰ تعلیم میں مصنوعی ذہانت (AI) کے اخلاقی استعمال کے لیے پالیسی فریم ورک کی تیاری اور منہاج یونیورسٹی لاہور کے ساتھ مشترکہ تحقیق و فیکلٹی کے تبادلے پر اسٹریٹجک تبادلہ خیال ہوا۔ INCEIF یونیورسٹی کی قیادت سے ملاقات کے دوران گفتگو کا محور "اعلیٰ تعلیم میں مصنوعی ذہانت (AI)" رہا۔ ڈاکٹر حسین محی الدین قادری نے اس موقع پر گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ "جدید تعلیمی

نظام میں مصنوعی ذہانت کو ضم کرنا وقت کی ضرورت ہے، لیکن اس کے لیے ایک مضبوط اخلاقی فریم ورک اور پالیسی سازی ناگزیر ہے تاکہ اس ٹیکنالوجی کا موثر اور مثبت استعمال یقینی بنایا جاسکے۔"اس ملاقات میں منہاج یونیورسٹی لاہور اور INCEIF کے درمیان مشترکہ تحقیق، فیکلٹی کے تبادلے اور نصاب کی تیاری پر بھی سیر حاصل گفتگو ہوئی۔

۳۔ یونیورسٹی کے ہال "The Lounge" میں ڈاکٹر حسین محی الدین قادری نے عالمی لیبر قوانین کا مقاصدِ شریعہ کی روشنی میں جائزہ لیتے ہوئے ایک نہایت فکر انگیز خطاب کیا۔ آپ نے کہا کہ حقیقی خوشحالی کا ڈھانچہ اس بات پر قائم ہے کہ معاشرہ اپنے کمزور طبقات، بالخصوص محنت کشوں کے ساتھ کیسا سلوک کرتا ہے۔ اسلامی معاشی نظام میں محنت کش کو محض 'فیکٹر آف پروڈکشن' (پیداواری

عنصر) نہیں بلکہ ایک 'اخلاقی امانت'(Moral Trust) سمجھا جاتا ہے۔" مزدوروں کے حقوق، مواقع کی برابری اور سماجی تحفظ ایک اخلاقی فریضہ ہے۔ آپ نے اسلامی فنانس کی صنعت کو مشورہ دیا کہ وہ محض اثاثوں کی نمو (Asset Growth) پر توجہ دینے کے بجائے ٹھوس سماجی اثرات (Social Impact) مرتب کرے اور غریب گھرانوں کی معاشی بحالی کے لیے کام کرے۔

۴۔ ملائیشیا کے تھنک ٹینک "The Future Research" میں ڈاکٹر حسین محی الدین قادری نے ایک اہم نشست میں شرکت کی۔ جس میں رکنِ پارلیمنٹ جناب احمد فضلی شعری اور چیئرمین فیوچر ریسرچ محمد اجمل حافظ سمیت اہم شخصیات شریک تھیں۔ اس موقع پر ڈاکٹر حسین محی الدین قادری نے اسلامی فنانس کے ابھرتے ہوئے رجحانات پر گفتگو کی اور اپنی کتاب "Faith for a Fragile Planet" جناب احمد فضلی کو تحفتاً پیش کی۔

اس موقع پر گفتگو کرتے ہوئے ڈاکٹر حسین محی الدین قادری نے کہا کہ اسلامی مالیاتی نظام میں اخلاقی فنانس اور پائیدار ترقی کے ماڈلز کو اپنانا عالمی معاشی چیلنجز کا بہترین حل ہے۔ ہمیں تحقیق پر مبنی پالیسیاں بنانی ہوں گی جو جدید معیشت اور شریعت کے اصولوں میں ہم آہنگی پیدا کریں۔ اس موقع پر آپ نے اپنی تصنیفات اور اسلامی فنانس کے حوالے سے جاری تحقیقی کام سے بھی شرکاء کو آگاہ کیا۔

۵۔ اس دورے کی ایک عظیم الشان سرگرمی منہاج القرآن ملائیشیا اور نصر القرآن کے درمیان ہونے والا معاہدہ تھا۔ اس معاہدے کے تحت شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کے سات زبانوں میں کیے گئے ترجمہ قرآن (عرفان القرآن) کے 2 لاکھ نسخے تقسیم کیے جائیں گے۔ تقریب میں نائب وزیر ڈاکٹر حاجی احمد بن حاجی مصلان اور سابق چیف جسٹس ملائیشیا جناب تیون رؤس نے بھی شرکت کی۔ اس پروقار تقریب میں ملائیشیا کے وزراء اور اعلیٰ قیادت سے گفتگو کرتے ہوئے ڈاکٹر حسین محی الدین قادری نے شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کے ترجمہ قرآن کی اہمیت پر روشنی ڈالی۔ آپ نے کہا کہ قرآنِ کریم کے مستند تراجم کے ذریعے اس کے حقیقی پیغام کو عام کرنا وقت کا اہم ترین تقاضا ہے۔ یہ اشتراک امن، باہمی افہام و تفہیم اور اخلاقی اقدار کے فروغ کا باعث بنے گا۔" آپ نے واضح کیا کہ 7 زبانوں میں ان 2 لاکھ نسخوں کی تقسیم مختلف لسانی اور ثقافتی برادریوں کے درمیان قرآن کے پیغام کو سمجھنے میں حائل رکاوٹوں کو دور کرے گی۔

۶۔ 30 جنوری 2026ء کو کوالالمپور کے گرینڈ کانٹینینٹل ہوٹل میں "Education for all" کے عنوان سے ایک بڑا سیمینار منعقد ہوا۔ جس میں ملائیشیا کی سماجی و علمی شخصیات نے بڑی تعداد میں شرکت کی۔ ڈاکٹر حسین محی الدین قادری نے تعلیم کو معاشرتی ترقی کی بنیاد قرار دیتے ہوئے

کہا تعلیم ہی وہ بنیاد ہے جس پر سماجی ترقی اور بین المذاہب ہم آہنگی کی عمارت کھڑی کی جا سکتی ہے۔ سمندر پار پاکستانی برادری کا تعلیمی منصوبوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا لائقِ تحسین ہے۔ ہمیں اپنی نسلِ نو کو علم اور کردار سازی کے ذریعے بااختیار بنانا ہوگا تاکہ وہ مستقبل کے چیلنجز کا مقابلہ کر سکیں۔

۷۔ منہاج القرآن انٹرنیشنل کوالالمپور، ملائیشیا کی جانب سے شبِ برات کے موقع پر منعقدہ روحانی اجتماع میں صدر منہاج القرآن انٹرنیشنل، پروفیسر ڈاکٹر حسین محی الدین قادری نے ایمان افروز اور فکر انگیز خطاب کیا، جس میں انہوں نے شبِ برات کی فضیلت، توبہ کی حقیقت، اللہ تعالیٰ کی رحمت و مغفرت اور روحانی تطہیر کے اہم موضوعات پر جامع اور مدلل روشنی ڈالی، حاضرین کو اللہ کے قریب ہونے، اپنے اعمال کی اصلاح اور روحانی زندگی کی تزکیہ کے لیے رہنمائی فراہم کی۔

۸۔ صدر منہاج القرآن انٹرنیشنل، پروفیسر ڈاکٹر حسین محی الدین قادری نے سراؤ نشر القرآن، پُتراجایا (ملائشیا) میں منعقدہ نمازِ جمعہ کے اجتماع سے خصوصی خطاب کیا۔

اپنے خطاب میں پروفیسر ڈاکٹر حسین محی الدین قادری نے قرآن و سنت کی تعلیمات کی روشنی میں اصلاحِ نفس، تقویٰ، اخلاقی تطہیر اور روحانی بیداری جیسے اہم موضوعات پر نہایت جامع اور پُراثر گفتگو کی۔

۲۔ہانگ کانگ

ملائیشیا کا دورہ مکمل کر کے ڈاکٹر حسین محی الدین قادری ہانگ کانگ پہنچے، جہاں ایئرپورٹ پر حاجی قمر زمان منہاس، حاجی نجیب اور حافظ محمد نسیم نقشبندی نے وفد کے ہمراہ ان کا استقبال کیا۔

ا۔ منہاج القرآن انٹرنیشنل ہانگ کانگ کے زیرِ اہتمام پاکستان کلب میں Education for all "سب کے لیے تعلیم" کے عنوان سے ایک پروقار سیمینار منعقد ہوا، جس میں ڈاکٹر حسین محی الدین قادری نے کلیدی خطاب کیا۔ آپ نے علم کی سماجی اہمیت پر گفتگو کرتے ہوئے کہا تعلیم محض ڈگری کے حصول کا نام نہیں، بلکہ یہ معاشرے کی فکری اور اخلاقی بنیادوں کو استوار کرنے کا واحد راستہ ہے۔ معیاری اور ہمہ گیر تعلیم تک رسائی ہر فرد کا بنیادی حق ہے، اور یہی وہ بنیاد ہے جس پر بین المذاہب ہم آہنگی اور عالمی امن کی عمارت کھڑی کی جا سکتی ہے۔ آپ نے ہانگ کانگ میں مقیم پاکستانی برادری کی تعلیمی اور فلاحی کوششوں کو سراہتے ہوئے انہیں اپنے بچوں کی کردار سازی پر خصوصی توجہ دینے کی تلقین کی۔

سیمینار میں صدر منہاج ایشن کونسل عبد الرسول بھٹی، مینیجنگ ڈائریکٹر منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن فیصل حسین مشہدی، صدر منہاج القرآن کوئینز لینڈ آسٹریلیا میاں محمد واثق، سعید الدین، الیاس ایلیکس، ڈاکٹر رضوان اللہ، علامہ نسیم نقشبندی، علامہ حافظ ظہیر احمد، علامہ احمد جمال ناصر، ندیم حسین، کمیونٹی لیڈرز اور علماء کرام نے خصوصی شرکت کی۔

۲۔ پروفیسر ڈاکٹر حسین محی الدین قادری نے ہانگ کانگ میں ’’منہاج القرآن کی تعلیمی اور فلاحی خدمات‘‘ عنوان سے منعقدہ ایک سیمینار سے خطاب کرتے ہوئے کہا ہے کہ منہاج یونیورسٹی کے قیام کا بنیادی مقصد انسانی وسائل (Human Resource Development) کی اس اہم ضرورت کو پورا کرنا ہے جس کی پاکستان کو اشد ضرورت ہے۔ گزشتہ 40 برسوں کے دوران منہاج یونیورسٹی لاہور سے 50 ہزار سے زائد طلبہ و طالبات تعلیم حاصل کر کے ملک و قوم کی خدمت میں مصروفِ عمل ہیں۔ منہاج یونیورسٹی محض ایک تعلیمی ادارہ نہیں بلکہ ایک سوچ، نظریہ اور تحریک کا نام ہے۔

سیمینار میں سرپرست منہاج القران ہانگ کانگ حاجی قمر الزمان منہاس نے خطبۂ استقبالیہ پیش کیا، نائب صدر منہاج القرآن انٹرنیشنل محمد حفیظ نے نقابت کے فرائض سر انجام دیئے۔

۳۔ 3 فروری 2026ء کو ڈاکٹر حسین محی الدین قادری نے اس کالج میں طلبہ سے "ڈیجیٹل سونامی اور ڈیجیٹل توازن" کے موضوع پر خطاب کیا۔ تھا۔ آپ نے شارٹ ویڈیوز اور مسلسل ڈیجیٹل نوٹیفیکیشنز کے نقصانات سے آگاہ کیا اور "محاسبہ" کے اصول کے تحت ٹیکنالوجی کے درست استعمال کی تلقین کرتے ہوئے کہا کہ جدید دور میں شارٹ ویڈیوز کی لت اور مسلسل ڈیجیٹل نوٹیفیکیشنز انسانی توجہ، گہری سوچ اور ذہنی و روحانی سکون کو بری طرح متاثر کر رہے ہیں۔ اس 'ڈیجیٹل سونامی' سے بچنے کے لیے ہمیں اپنی زندگیوں میں توازن پیدا کرنا ہوگا۔ آپ نے طلبہ کو 'محاسبہ' (Self-accountability) کے اسلامی اصول کی طرف متوجہ کرتے ہوئے کہا کہ وہ ٹیکنالوجی کے ذمہ دارانہ استعمال کو اپنی عادت بنائیں۔ آپ نے نصیحت کی کہ اسکرین کے سامنے حد سے زیادہ وقت گزارنے کے بجائے اللہ کی بنائی ہوئی حقیقی دنیا میں وقت گزاریں، جسمانی کھیلوں میں حصہ لیں اور بامعنی انسانی رشتے استوار کریں تاکہ ان کی جسمانی اور اخلاقی نشو و نما متوازن طریقے سے ہو سکے۔

۴۔ منہاج القرآن انٹرنیشنل کے صدر پروفیسر ڈاکٹر حسین محی الدین قادری کی جامع مسجد کولون ہانگ کانگ میں منعقدہ "تقریبِ تقسیم اسناد" میں خصوصی شرکت

کی۔ تقریبِ تقسیمِ اسناد سے پروفیسر ڈاکٹر حسین محی الدین قادری نے قرآنِ مجید کے ساتھ تعلق کے موضوع پر گفتگو فرمائی۔ تقریب میں صدر ملی مجلس سیرت ہانگ کانگ مفتی محمد ارشد، منہاج القرآن ہانگ کانگ کی قیادت علماء کرام، کمیونٹی رہنما اور دیگر احباب نے شرکت کی۔ کورس میں 150 مرد اور خواتین نے شرکت کی۔ اس کورس کے شرکاء کو ترجمہ القرآن کورس کی تکمیل پر سرٹیفکیٹس دیئے گئے۔ علامہ حافظ محمد نسیم نقشبندی منہاجین نے تقریب کا تعارف کروایا۔

۵۔ پروفیسر ڈاکٹر حسین محی الدین قادری نے منہاج القرآن اسلامک سنٹر سن پو کونگ میں کمیونٹی کے اراکین، سنٹر کے عہدیداران، علماء کرام، رفقاء و اراکین سے ملاقات کی۔ اسلامک سنٹر میں منعقدہ تربیتی نشست سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ امتِ مسلمہ مختلف ادوار میں فکری و عملی تقسیم کا شکار رہی ہے، مگر اعتدال پر قائم طبقے سے وابستگی اللہ کی خاص نعمت ہے۔ اس موقع پر چند احباب کو لائف ممبرشپ سرٹیفکیٹس پیش کیے اور سنٹر کے امام سید تنویر حسین شاہ کو خصوصی مبارکباد دی۔ علامہ حافظ محمد نسیم نقشبندی نے خطبۂ استقبالیہ دیتے ہوئے معزز مہمان کا خیر مقدم کیا۔

۶۔ منہاج القرآن اسلامک سنٹر کھوائی چنگ، ہانگ کانگ میں شبِ برات کے روحانی اجتماع سے صدر منہاج القرآن انٹرنیشنل پروفیسر ڈاکٹر حسین محی الدین قادری نے فکر انگیز خطاب کیا۔ اجتماع میں بڑی تعداد میں کارکنان اور مقامی کمیونٹی نے شرکت کی۔ خطاب میں باطنی جہاد، محاسبۂ نفس، توبہ، روحانی پاکیزگی اور رمضان و شعبان کی روحانی اہمیت پر جامع رہنمائی دی گئی، جبکہ شبِ برات کو مغفرت، رحمت اور رجوع الی اللہ کی عظیم رات قرار دیا گیا۔

اجتماع میں صدر منہاج ایشن کونسل عبد الرسول بھٹی، صدر منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن انٹرنیشنل فیصل حسین مشہدی، میاں محمد واسق، سرپرست ایم کیو آئی ہانگ کانگ حاجی قمر منہاس، صدر ہانگ کانگ حاجی نجیب، حفیظ، منہاج القرآن ہانگ کانگ کے تمام EC ممبرز، ممبرز ایشین کونسل، سکالرز MQ علامہ حافظ محمد نسیم نقشبندی، علامہ حافظ

محمد ظہیر نقشبندی، علامہ حافظ سید تنویر حسین شاہ، علامہ حافظ محمد طیب شمیم اور منہاج القرآن کے لائف ممبرز کے ساتھ ساتھ دیگر کمیونٹی کے احباب نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔

اس موقع پر ڈائریکٹر منہاج القرآن ایسوسی ایشن ہانگ کانگ محترم راشد اور محترم طارق محمود آسی کو اُن کی تنظیمی خدمات پر شیلڈز اور منہاج القرآن کی لائف ممبرشپ لینے والے احباب کو اسناد سے نوازا گیا۔

۷۔ پروفیسر ڈاکٹر حسین محی الدین قادری اپنے دورہ ہانگ کانگ کے دوران منہاج القرآن اسلامک سنٹر چھنگی پہنچے جہاں منعقدہ تربیتی نشست سے انہوں نے خصوصی خطاب کیا۔ اپنے خطاب میں انہوں نے امام غزالیؒ کی سیرت و فکری ارتقا کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی۔ اختتام پر پروفیسر ڈاکٹر حسین محی الدین قادری نے ترجمۂ قرآن کورس کے شرکاء اور منہاج القرآن کے لائف ممبرز میں سرٹیفکیٹس تقسیم کیے۔

۸۔ ہانگ کانگ میں قیام کے دوران ڈاکٹر حسین محی الدین قادری نے منہاج القرآن انٹرنیشنل ہانگ کانگ کی ایگزیکٹو کونسل اور مقامی علمائے کرام کے ساتھ اہم نشستیں کیں۔ ان نشستوں میں مفتی محمد ارشد (صدر ملی مجلسِ سیرت ہانگ کانگ) ڈاکٹر محی الدین نحوی (امام جامع مسجد کولون ہانگ کانگ) اور علامہ حافظ محمد نسیم نقشبندی سمیت دیگر مقتدر علماء شریک تھے۔ ڈاکٹر حسین محی الدین قادری نے گفتگو کرتے ہوئے فرمایا: "علماء کا کردار مسلم کمیونٹی کی درست سمت میں رہنمائی کے لیے انتہائی کلیدی ہے۔ ہانگ کانگ جیسے کثیر الثقافتی معاشرے میں ہمیں اتحاد، میانہ روی اور صحیح اسلامی تعلیمات کے فروغ کے لیے مربوط کوششیں کرنی ہوں گی۔" ان ملاقاتوں میں ہانگ کانگ کے اندر منہاج القرآن کے تعلیمی، فلاحی اور دعوتی نیٹ ورک کو مزید مضبوط بنانے کے لیے مستقبل کے لائحہ عمل پر بھی تفصیلی مشاورت کی گئی۔ دورے کے اختتام پر حاجی قمر زمان منہاس اور چوہدری نجیب کی قیادت میں وفد نے ڈاکٹر صاحب کو ایئرپورٹ سے جنوبی کوریا کے لیے رخصت کیا۔

۳۔ جنوبی کوریا

ہانگ کانگ سے روانگی کے بعد ڈاکٹر حسین محی الدین قادری جنوبی کوریا پہنچے، جہاں ایئرپورٹ پر منہاج کمیونٹی اور پاکستانی برادری نے ان کا فقید المثال استقبال کیا۔ استقبالیہ وفد کی قیادت سرپرست منہاج ایشین کونسل میاں علی عمران اور صدر منہاج القرآن جنوبی کوریا شہزاد علی بھٹی کر رہے تھے۔ اس موقع پر حافظ عبدالوحید، شفیع خان، قاضی جاوید اقبال، اسرار الحق، چوہدری محمد جمیل، عقیل مجاہد اور حافظ محمد اشرف گجر سمیت کثیر تعداد میں رفقاء وارکین موجود تھے جنہوں نے ڈاکٹر صاحب کو گلدستے پیش کیے۔

ا۔ 7 فروری 2026ء کو انچیون (Incheon) میں پاکستان بزنس ایسوسی ایشن کوریا نے ڈاکٹر حسین محی الدین قادری کے اعزاز میں ایک پروقار عشائیے کا اہتمام کیا۔ تقریب کی نظامت ڈاکٹر میاں صابر حسین نے کی، جبکہ ایسوسی ایشن کے چیئرمین مدثر علی چیمہ اور مرکزی قیادت بشمول میاں شکیل اور حاجی محمد کاظم نے ڈاکٹر صاحب کا استقبال کیا۔ اس موقع پر ڈاکٹر حسین محی الدین قادری نے پاکستانی تاجروں سے خطاب کرتے ہوئے کہا سمندر پار مقیم پاکستانی کاروباری شخصیات پاکستان کا اصل اثاثہ اور ملک کا مثبت چہرہ ہیں۔ آپ کی محنت نہ صرف پاکستان کی معیشت کے لیے اہم ہے بلکہ آپ مذہبی، سماجی اور فلاحی میدانوں میں بھی گراں قدر خدمات انجام دے رہے ہیں۔

آپ نے اس بات کو واضح کرتے ہوئے کہا: "ہمیں کمیونٹی کے اندر اتحاد، رواداری، باہمی احترام اور مثبت اقدار کو فروغ دینا چاہیے۔ منہاج القرآن انٹرنیشنل اور پاکستان بزنس ایسوسی ایشن کے درمیان تعاون مستقبل میں پاکستانی برادری کی فلاح و بہبود کے لیے مزید سنگِ میل ثابت ہوگا۔"

تقریب میں مینجنگ ڈائریکٹر منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن فیصل حسین، میاں محمد واثق، میاں علی عمران، مدثر علی چیمہ، قدوس بھٹی ،ملک مظہر، شہزاد علی بھٹی، حافظ عبدالوحید،

چوہدری جمیل، قاضی جاوید، اسرارالحق، عقیل مجاہد اعوان، زاہد سلہری، عتیق الرحمن، گلفام ارشد، شفیع خان، حافظ اشرف، فیضان چھینہ سمیت پاکستانی کمیونٹی، بالخصوص پاکستان بزنس ایسوسی ایشن کے نمائندگان، منہاج ایشین کونسل، منہاج القرآن انٹرنیشنل کوریا اور زندگی کے مختلف شعبوں سے وابستہ معزز شخصیات نے شرکت کی۔

۲۔ جنوبی کوریا میں قیام کے دوران ڈاکٹر حسین محی الدین قادری نے "ایجوکیشن فار آل" کے مشن کے تحت ایک خصوصی نشست میں شرکت کی۔ اس پروگرام میں آپ نے تعلیم کی آفاقی اہمیت پر روشنی ڈالی اور شرکاء کے سوالات کے سیر حاصل جواب دیے۔ آپ نے اپنے فکری نکات بیان کرتے ہوئے کہا کہ تعلیم ہی وہ واحد راستہ ہے جس کے ذریعے ہم اپنی آنے والی نسلوں کو بدلتے ہوئے عالمی حالات کے مطابق تیار کر سکتے ہیں۔ ہمارا مشن صرف خواندگی نہیں بلکہ ایسی تعلیم فراہم کرنا ہے جو کردار سازی اور اخلاقی اقدار سے لیس ہو۔

۳۔ "میٹ اینڈ گریٹ" سیشن کے بعد ڈاکٹر حسین محی الدین قادری نے مقامی اور پاکستانی میڈیا سے گفتگو کی۔ آپ نے جنوبی کوریا میں مقیم پاکستانیوں کے مسائل، تعلیم کی ضرورت اور دورِ حاضر کے چیلنجز پر گفتگو کی۔ آپ نے میڈیا نمائندگان کو تلقین کی کہ وہ معاشرے کی فکری اصلاح کے لیے اپنا

مثبت کردار ادا کرتے رہیں۔ آپ کی گفتگو کو شرکاء نے بصیرت افروز اور حوصلہ افزا قرار دیا، جس سے کوریا میں مقیم پاکستانی برادری کے اندر ایک نیا ولولہ پیدا ہوا۔

۴۔ پروفیسر ڈاکٹر حسین محی الدین قادری نے مسجد الحرمین منہاج القرآن اسلامک سینٹر انچھن سٹی میں جمعۃ المبارک کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے منہاج القرآن انٹرنیشنل کی علمی، روحانی اور فلاحی خدمات اور امت مسلمہ کی فکری، تعلیمی، سماجی اور روحانی میدان میں خدمات کو بیان کیا۔

۴۔ جاپان

دورۂ ایشیا کے آخری پڑاؤ کے طور پر ڈاکٹر حسین محی الدین قادری جاپان پہنچے، جہاں ٹوکیو ایئرپورٹ پر ملک ممتاز، معاذ اعجاز، عبدالرحیم آرائیں، حسن عمران اور دیگر اراکین نے ان کا شاندار استقبال کیا۔ بعد ازاں، جب آپ ٹاکاساکی اسٹیشن (Gunma-ken) پہنچے تو وہاں امیر منہاج القرآن جاپان علامہ نفیس حسین قادری کی قیادت میں وارث قادری، محمد حفیظ، عبدالقدوس بھٹی اور دیگر رفقاء نے ان کا پُرجوش خیر مقدم کیا۔

ا۔ جاپان کے علاقے تویاما (Toyama-ken) میں ایک نہایت پُراثر روحانی اجتماع منعقد ہوا، جس میں ڈاکٹر حسین محی الدین قادری نے "رجوع الی اللہ" کے موضوع پر رقت آمیز خطاب کیا۔

آپ نے انسانی زندگی کے حقیقی مقصد کو واضح کرتے ہوئے فرمایا: "توبہ اور اللہ کی طرف رجوع ہی وہ راستہ ہے جو انسان کو حقیقی قلبی سکون اور روحانی پاکیزگی عطا کرتا ہے۔ ہمیں اپنی زندگیوں کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکامات کے تابع کرنا ہوگا تاکہ ہم دنیا اور آخرت کی کامیابی حاصل کرسکیں۔"

پروگرام میں میاں علی عمران سرپرست منہاج ایشین کونسل، فیصل حسین مینیجنگ ڈائریکٹر منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن، صدر منہاج القرآن انٹرنیشنل جاپان، ملک ممتاز، خواجہ عمر، میاں محمد واثق، طیب شیرازی، معاذ اعجاز، رفاقت خان، ندیم خان سمیت مقامی کمیونٹی اور مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والی معزز شخصیات کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔

۲۔ پروفیسر ڈاکٹر حسین محی الدین قادری نے جامع مسجد معصومیہ ایسے ساکی، جاپان میں نمازِ جمعہ کے اجتماع سے خطاب فرمایا۔ اپنے خطاب میں انہوں نے دینی و اخلاقی اقدار، معاشرتی ہم آہنگی اور امتِ مسلمہ کے اتحاد و یکجہتی پر خصوصی زور دیا اور عملی زندگی میں اسلامی تعلیمات اپنانے کی تلقین کی۔

نمازِ جمعہ کے اجتماع میں میاں علی عمران سرپرست منہاج ایشین کونسل، فیصل حسین مینیجنگ ڈائریکٹر منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن، خواجہ عمر، معاذ اعجاز، حسن عمران، فہیم بٹ، عبد الحفیظ، عبد القدوس بھٹی، خاور کلے اور حافظ محمد احمد سمیت مقامی کمیونٹی اور مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والی معزز شخصیات کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔

۳۔ ڈاکٹر حسین محی الدین قادری نے منہاج یوتھ کوآرڈینیشن کونسل جاپان کے عہدیداران کے ساتھ ایک اہم میٹنگ کی، جس میں صدر یوتھ کونسل حسن عمران نے جاری سرگرمیوں پر بریفنگ دی۔آپ نے نوجوانوں کی کارکردگی کو سراہتے ہوئے انہیں مستقبل کے حوالے سے قیمتی تنظیمی ہدایات دیں اوران کے جذبے کی تعریف کی۔

۴۔ 13 فروری 2026ء کو ڈسٹرکٹ ایبارا کی (Ibaraki) کے بینکویٹ ہاؤس "ALIMOR" میں ایک عظیم الشان سیمینار منعقد ہوا۔اس پروگرام میں جاپان بھر سے پاکستانی کمیونٹی اور سماجی شخصیات نے شرکت کی۔ڈاکٹر حسین محی الدین قادری نے اپنے خطاب میں تعلیم کو عالمی امن اور بین المذاہب ہم آہنگی کی بنیاد قرار دیتے ہوئے کہا کہ "معیاری اور ہمہ گیر تعلیم تک رسائی ہر انسان کا بنیادی حق ہے۔ تعلیم صرف معلومات کا نام نہیں بلکہ یہ معاشرے کی ترقی اور انسانی کردار سازی کا بنیادی ذریعہ ہے۔ سمندر پار پاکستانیوں کو چاہیے کہ وہ اپنی آنے والی نسلوں کو علم اور مضبوط کردار کے زیور سے آراستہ کریں تاکہ وہ عالمی سطح پر اسلام اور پاکستان کا نام روشن کر سکیں۔"

پروفیسر ڈاکٹر حسین محی الدین قادری کا یہ کثیر الجہتی دورۂ ایشیا علمی، دعوتی اور تنظیمی لحاظ سے بے پناہ کامیاب رہا۔ ملائیشیا میں قرآن کی اشاعت کے معاہدوں سے لے کر ہانگ کانگ میں "ڈیجیٹل سونامی" سے آگاہی، کوریا میں بزنس کمیونٹی کی فکری رہنمائی اور جاپان میں روحانی بیداری کے پیغامات تک، اس دورے نے ثابت کیا کہ تحریکِ منہاج القرآن دورِ حاضر کے جدید مسائل کا حل قرآن و سنت کی روشنی میں پیش کرنے کی مکمل صلاحیت رکھتی ہے۔اس دورے کے ثمرات نہ صرف مقامی کمیونٹیز کے لیے مشعلِ راہ ہوں گے بلکہ یہ عالمی سطح پر امن، رواداری اور تعلیم کے فروغ میں ایک اہم سنگِ میل ثابت ہوگا۔

LAHORI COFFEE & DONUTS POINT

منہاج القرآن انٹرنیشنل کے صدر پروفیسر ڈاکٹر حسین محی الدین قادری کا اعزاز "یونیسکو چیئر برائے تعلیمِ امن و بین الثقافتی مکالمہ" تفویض

اقوام متحدہ کی طرف سے یہ پہلی چیئر ہے جس کا اعزاز پاکستان کے حصے میں آیا

UNESCO Chair on Peace, Education & Intercultural Dialogue

صدر منہاج القرآن انٹرنیشنل اور ڈپٹی چیئرمین بورڈ آف گورنرز، منہاج یونیورسٹی لاہور، پروفیسر ڈاکٹر حسین محی الدین قادری کی علم و امن کے فروغ میں نمایاں خدمات کے اعتراف میں پاکستان کی پہلی UNESCO Chair on Peace, Education & Intercultural Dialogue ("یونیسکو چیئر برائے تعلیمِ امن اور بین الثقافتی مکالمہ") تفویض کی گئی۔ یہ یونیسکو چیئر منہاج یونیورسٹی لاہور میں قائم کی گئی ہے۔ یہ عالمی اعزاز منہاج یونیورسٹی لاہور کو دنیا بھر کے ممتاز اعلیٰ تعلیمی اداروں کی فہرست میں نمایاں مقام عطا کرتا ہے۔ منہاج یونیورسٹی لاہور، یونیسکو کے تعلیمی فریم ورک کے تحت امن، مکالمہ، تحقیقی تعاون اور بین الثقافتی ہم آہنگی کے فروغ کے لیے کوشاں ہے۔ یہ چیئر منہاج القرآن انٹرنیشنل اور منہاج یونیورسٹی لاہور کی امن کوششوں، انتہاپسندی کے تدارک، اعتدال پسندی کے فروغ اور تہذیبوں کے درمیان مکالمہ کو پروان چڑھانے کے لیے کی گئی طویل المدتی کاوشوں کا باوقار اعتراف ہے۔

منہاج القرآن انٹرنیشنل کے بانی و سرپرستِ اعلیٰ اور منہاج یونیورسٹی لاہور کے چیئرمین بورڈ آف گورنرز، شیخ الاسلام پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے اس تاریخی کامیابی پر پروفیسر ڈاکٹر حسین محی الدین قادری کو مبارکباد دی ہے۔ انہوں نے اس اعزاز کو ایک اجتماعی کامیابی قرار دیا جو عالمی امن اور ہم آہنگی کے لیے دہائیوں پر محیط علمی، فکری اور عملی خدمات کا مظہر ہے۔ انہوں نے امید ظاہر کی کہ یہ یونیسکو چیئر رواداری، بقائے باہمی اور بین الثقافتی مکالمے کے فروغ کے مشن کو نئے عزم اور وسیع تر بین الاقوامی روابط کے ساتھ مزید مضبوط کرے گی۔

یونیسکو چیئر برائے تعلیمِ امن اور بین الثقافتی مکالمہ کے مقاصد میں امن کے مطالعات (Peace Studies) میں تحقیق اور علمی کاوشوں کو فروغ دینا، مختلف کمیونٹیز کے درمیان بین الثقافتی ہم آہنگی اور مکالمے کی حوصلہ افزائی کرنا، پالیسی سازی پر مبنی تحقیق اور عالمی تعلیمی تعاون کو فروغ دینا، اور پائیدار امن پر مرکوز تعلیمی ڈھانچوں کو مضبوط بنانا شامل ہیں۔ اس یونیسکو چیئر کا قیام عالمی تعلیمی اور امن کی کوششوں میں پاکستان کے بڑھتے ہوئے کردار کو تقویت دیتا ہے۔ یہ منہاج یونیورسٹی لاہور کو جنوبی ایشیا

میں امن کی تعلیم، تحقیق اور مکالمے کے ایک اہم مرکز کے طور پر نمایاں کرتا ہے۔

تعلیمی برادری، اسکالرز اور سول سوسائٹی کے نمائندوں نے اس پیش رفت کا خیر مقدم کیا ہے اور اسے عالمی امن اور بین الثقافتی تعاون میں پاکستان کے مثبت تشخص کو مضبوط بنانے کی جانب ایک اہم قدم قرار دیا ہے۔

بریگیڈیئر (ر) اقبال احمد خان کی یاد میں تعزیتی ریفرنس

بے مثال خدمات ہمیشہ یاد رہیں گی: صدر منہاج القرآن انٹرنیشنل

خصوصی رپورٹ

”ہر کسی کو موت“ **(کل نفس ذائقة الموت)** قرآن و حدیث اور حقیقتِ زندگی کا ایک اٹل سچ ہے۔اس دنیا میں جو بھی جاندار آیا ہے، اسے ایک نہ ایک دن یہاں سے رخصت ہونا ہے۔

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ

31 مارچ 2026 کو نہایت رنج و غم کے ساتھ اطلاع ملی کہ منہاج القرآن ویمن لیگ کے سابقہ گروپ ہیڈ بریگیڈیئر اقبال احمد خان رضائے الٰہی سے انتقال فرما گئے ہیں۔مرحوم کی تنظیمی خدمات، خلوص اور ذمہ داری کے ساتھ ادا کی گئی کاوشیں ہمیشہ یاد رکھی جائیں گی۔ان کا کردار اور اخلاص اہلِ تنظیم کے لیے ایک روشن مثال ہے۔ان کے انتقال سے پیدا ہونے والا خلا مدتوں محسوس کیا جائے گا۔

ہم دعاگو ہیں کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کی کامل مغفرت فرمائے، درجات بلند فرمائے، اور انہیں اپنی جوارِ رحمت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔اللہ تعالیٰ پسماندگان کو صبرِ جمیل عطا فرمائے اور اس صدمے کو برداشت کرنے کی ہمت دے۔

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری دامت برکاتہم العالیہ کا اظہارِ تعزیت

منہاج القرآن انٹرنیشنل کے نائب صدر بریگیڈیئر (ر) اقبال احمد خان کے انتقال پر شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری دامت برکاتہم العالیہ نے اظہارِ تعزیت کرتے ہوئے فرمایا:

" بریگیڈیئر (ر) اقبال احمد خان کے انتقال پر دلی دکھ اور گہرے رنج کا اظہار کرتا ہوں۔ برگیڈیئر (ر) اقبال احمد خان ایک عظیم انسان اور مشن کا قیمتی سرمایہ تھے، تحریک منہاج القرآن کے لیے اُن کی غیر معمولی خدمات کو ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔ اللہ رب العزت ان کی بخشش و مغفرت فرمائے انکے درجات بلند فرمائے، انہیں جنت الفردوس میں انبیاء علیہم السلام، صدیقین، اولیاء، مقربین، شہداء اور صالحین کی معیت نصیب کرے اور حضور نبی اکرم ﷺ کی شفاعت کے ساتھ ان کی قبر کو جنت الفردوس کا باغ بنا دے۔ اللہ رب العزت اُن کے جملہ پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے اور اُن کی اولاد کو دینِ مبین کی راہ پر استقامت عطا کرے۔ آمین"

نمازِ جنازہ کی ادائیگی

منہاج القرآن انٹرنیشنل کے نائب صدر بریگیڈیئر (ر) اقبال احمد خان کی نماز جنازہ DHA لاہور میں ادا کی گئی۔ نمازِ جنازہ صدر منہاج القرآن انٹرنیشنل پروفیسر ڈاکٹر حسین محی الدین قادری نے پڑھائی اور مرحوم کی بخشش و مغفرت کے لئے دعا کی۔

پروفیسر ڈاکٹر حسین محی الدین قادری نے بریگیڈیئر (ر) اقبال احمد خان (مرحوم) کی دینِ اسلام، انسانیت اور منہاج القرآن انٹرنیشنل کے لئے خدمات کو خراج تحسین پیش کیا۔ انہوں نے کہا کہ بریگیڈیئر (ر) اقبال احمد خان اخلاص وفا کا پیکر، دیانتدار، ایماندار، انتہائی خوش اخلاق، خوش گفتار اور مصطفوی مشن کا عظیم سرمایہ تھے۔ انہوں نے کہاکہ اللہ تعالیٰ بریگیڈیئر (ر) اقبال احمد خان کی مصطفوی مشن کے لیے خدمات کو قبول فرمائے اور انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

انہوں نے مرحوم کے پسماندگان بالخصوص راجہ فیض رسول (بیٹے)، سمیع الرحمن اور شجاع الرحمن (نواسے) و دیگر لواحقین سے اظہار تعزیت کیا۔

نمازِ جنازہ میں ناظمِ اعلیٰ منہاج القرآن انٹرنیشنل خرم نواز گنڈا پور، جی ایم ملک، بریگیڈیئر (ر) عمر حیات ،حاجی عبد الغفور، ڈاکٹر محمد رفیق نجم، پروفیسر ڈاکٹر ساجد محمود

شہزاد، ڈاکٹر میر آصف اکبر قادری، علامہ اشفاق علی چشتی، میاں زاہد اسلام، علامہ رانا محمد ادریس قادری، کرنل (ر) خالد جاوید، ڈاکٹر محمد فاروق رانا، مظہر محمود علوی، کرنل ر مبشر اقبال، ونگ کمانڈر ر محمد غفار، جواد حامد، عبدالستار منہاجین، شہزاد رسول، حاجی محمد اسحاق، قاضی فیض السلام، میاں عبدالقادر، شکیل احمد طاہر، رانا وحید شہزاد قادری، ایوب انصاری، اقبال حسین باجوہ، ثاقب بھٹی سمیت تحریکِ منہاج القرآن و جملہ فورمز کے مرکزی، صوبائی، ضلعی رہنماؤں اور کارکنان کی بڑی تعداد نے شرکت کی۔

مرحوم کے ایصالِ ثواب کیلئے جامع شیخ الاسلام میں دعائیہ تقریب کا انعقاد

جامع شیخ الاسلام ماڈل ٹاؤن لاہور میں مرکزی نائب صدر منہاج القرآن انٹر نیشنل بریگیڈیئر (ر) اقبال احمد خان مرحوم کے ایصالِ ثواب کیلئے قرآن خوانی و دعائیہ تقریب کا انعقاد کیا گیا، جس میں صدر منہاج القرآن انٹر نیشنل پروفیسر ڈاکٹر حسین محی الدین قادری، مرکزی قائدین، جامعہ اسلامیہ منہاج القرآن کے اساتذہ و طلبہ، مرکزی اسٹاف، بریگیڈیئر (ر) اقبال احمد خان کے اہلِ خانہ اور منہاج القرآن ویمن لیگ کی ذمہ داران نے خصوصی شرکت کی۔

صدر منہاج القرآن انٹر نیشنل پروفیسر ڈاکٹر حسین محی الدین قادری نے دعائیہ تقریب سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ بریگیڈیئر (ر) اقبال احمد خان نے دینی و دنیاوی آسودگی کی زندگی گزاری، جہاں ان کا آرمی کیریئر شاندار تھا وہیں فروغِ دین کیلئے ان خدمات بھی قابلِ تقلید ہیں۔ ریٹائرمنٹ کے بعد انہوں نے تحریک منہاج القرآن کے

مشن کو اپنی زندگی کا اوڑھنا بچھونا بنایا اور تحریک کا استحکام و فروغ ان کی زندگی کا مقصد رہا۔ انہوں نے قیادت کی طرف سے ملنے والی ہر ذمہ داری کو نہایت دیانت داری، اخلاص اور پیشہ ورانہ مہارت کے ساتھ ادا کیا۔ پروفیسر ڈاکٹر حسین محی الدین قادری نے کہا کہ بریگیڈیئر (ر) اقبال احمد خان کی خدمات ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔

ناظمِ اعلیٰ منہاج القرآن انٹرنیشنل خرم نواز گنڈاپور نے تقریب کے شرکاء سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ جمعۃ المبارک کے بابرکت دن ایک عظیم رفیقِ کار کو یاد کرنے کے لیے اکٹھے ہونا ہمارے لیے باعثِ سعادت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہر انسان نے اس دنیا سے رخصت ہونا ہے مگر اصل کامیابی نیک نامی اور خدمتِ دین میں ہے۔ انہوں نے بریگیڈیئر (ر) اقبال احمد خان کی خدمات کو خراجِ تحسین پیش کرتے ہوئے کہا کہ مرحوم نے تقریباً پچیس سال تک شیخ الاسلام پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی رفاقت میں تحریک کے مختلف شعبہ جات میں نمایاں خدمات سرانجام دیں اور اپنی دیانت، سچائی اور حق گوئی کے باعث ایک مثالی شخصیت کے طور پر جانے جاتے تھے۔

اس موقع پر اظہارِ خیال کرتے ہوئے بریگیڈیئر (ر) اقبال احمد خان کے فرزند راجہ فیض رسول نے خانوادۂ شیخ الاسلام، تحریک کی مرکزی قیادت اور شرکاء کا شکریہ ادا کیا۔ ان کا کہنا تھا کہ مشکل وقت میں تحریک کی قیادت اور کارکنان کی طرف سے جس محبت اور شفقت کا اظہار کیا گیا وہ ان کے خاندان کے لئے باعثِ فخر و سعادت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ان کے والد نے اپنی زندگی کا بڑا حصہ مصطفوی مشن کے لیے وقف کیا اور انہیں اس پر فخر ہے۔ انہوں نے عزم کا اظہار کیا کہ وہ اپنے والد کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے تحریک کے ساتھ وابستگی کو جاری رکھیں گے۔

تقریب میں مفتی اعظم منہاج القرآن مفتی عبدالقیوم خان ہزاروی، ڈاکٹر محمد رفیق نجم، نوراللہ صدیقی، علامہ رانا محمد ادریس قادری، بریگیڈیئر (ر) عمر حیات، جواد حامد، جی ایم ملک سمیت تحریک منہاج القرآن کے مرکزی قائدین، مختلف فورمز و شعبہ جات کے سربراہان اور منہاج القرآن ویمن لیگ کی قیادت اور مرحوم کے اہلِ خانہ نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ تقریب میں موجود قائدین و کارکنانِ تحریک منہاج القرآن اور شرکاء نے مرحوم کے درجات کی بلندی اور مغفرت کے لیے دعا کرتے ہوئے مرحوم کے پسماندگان سے دلی ہمدردی کا اظہار کیا۔

نعتِ رسولِ مقبول ﷺ

جب بھی بھٹکا ہے اندھیروں میں شناسا تیرا
آسماں سے اتر آیا ہے اجالا تیرا

میرا اندوہ، مرا غم، مری تکلیف نہ دیکھ
میری مرضی بھی وہی ہے جو ہے منشا تیرا

نسلِ انساں میں نہیں ہے کہیں تمثیل تری
دونوں عالم میں ہے ناپید مثنیٰ تیرا

آگ کس طرح نہ پھولوں کے بدن میں ڈھلتی
جب کہ تھا صُلبِ ابراہیمؑ میں جلوا تیرا

جانے کس سر کا مقدر ہیں ترے در کے سجود
جانے کس آنکھ کی قسمت میں ہے چہرا تیرا

میری جاں بھی تری بانٹی ہوئی شیرینی ہے
غم بھی ہے دل میں لگایا ہوا پودا تیرا

کون ہے جس کو گوارا ہے جدائی تیری
کیوں جدا ہوتا ترے جسم سے سایہ تیرا

تیری رحمت مرے اعمالِ زبوں کی گاہک
فکر میں ہے مری راتوں کے سویرا تیرا

کس کو ادراک ہے، یہ کون بتا سکتا ہے؟
ذہنِ خلّاق میں کب سے تھا سراپا تیرا

اپنے دانشؔ کی طرف ایک عنایت کی نظر
امتی یہ بھی تو ہے اے شہِ بطحا تیرا

(احسان دانش)

تعمیرِ شخصیت کے راہنما اصول

سعدیہ کریم۔ اسلامک سکالر

انسان کی شخصیت کسی انسان کے خیالات، جذبات، رویوں اور عادات کا وہ مجموعہ ہے جو اسے دوسروں سے منفرد بناتا ہے۔ یہ انسان کے بولنے، چلنے، اٹھنے بیٹھنے، سوچنے اور رد عمل دینے کا طریقہ ہے۔

انسانی شخصیت کے اہم پہلو

متوازن انسانی شخصیت کے چند اہم پہلوؤں کو سمجھنا ضروری ہے تاکہ متوازن زندگی گزارنا آسان ہو سکے۔

فطری مزاج

سب سے پہلے انسان کا فطری مزاج ہے جو کہ پیدائشی ہوتا ہے۔ کچھ لوگ قدرتی طور پر خاموش، کچھ باتونی، کچھ غصیلے، کچھ نرم دل ہوتے ہیں۔ یہ فطری مزاج وقت کے ساتھ نہیں بدلتا۔ اسے صرف بہتر بنایا جا سکتا ہے۔

کردار

کردار انسان کی اقدار اور اصول ہیں جیسے سچ بولنا، وعدہ نبھانا، انصاف کرنا وغیرہ۔ کردار انسان خود بناتا ہے اور اسی کی وجہ سے لوگ اس پر اعتماد کرتے ہیں۔

رویہ

رویہ، زندگی اور لوگوں کے بارے میں انسان کا نظریہ ہوتا ہے۔ رویے مثبت بھی ہوتے ہیں اور منفی بھی۔ مثبت رویہ رکھنے والا انسان مصائب اور مسائل میں بھی موقع دیکھتا ہے اور اس کے مطابق عمل کرتا ہے۔ رویوں کو بدلا جا سکتا ہے۔ رویے ہی انسانی شخصیت میں سب سے پہلے اور جلد نظر آنے والا حصہ ہوتے ہیں۔

عادات

روز مرہ کے چھوٹے چھوٹے کام جو بار بار دہرائے جائیں وہ عادات بن جاتے ہیں۔ جیسے وقت پر اٹھنا، کتاب پڑھنا، شکر ادا کرنا، ہر کام میں وقت کی پابندی کرنا وغیرہ۔ اچھی عادات سے ہی مضبوط شخصیت بنتی ہے۔

انسانی شخصیت پر اثر انداز ہونے والے عوامل

انسان کی شخصیت پر بہت سے عوامل اثر انداز ہوتے ہیں۔ آیئے ان کا مختصر اً جائزہ لیتے ہیں:

خاندان

خاندان سب سے پہلے انسانی شخصیت پر اثر انداز ہوتا ہے۔ اس کا اثر ہر موقع پر انسانی شخصیت سے ظاہر ہوتا ہے۔ کیونکہ والدین کا سلوک اور بچپن کی تربیت ہی انسانی شخصیت کی بنیاد ہوتی ہے۔

تعلیم وماحول

تعلیمی ادارے، دوست، عزیز و اقارب اور معاشرہ ہماری سوچ پر براہ راست اثر انداز ہوتا ہے اور ہمیں سوچنے کا انداز سکھاتا ہے۔

تجربات

انسان ہی اپنی زندگی کے مختلف مراحل میں بے شمار تجربات سے گزرتا ہے۔ ان تجربات کے نتیجے میں حاصل ہونے والی کامیابی، ناکامی، دکھ اور خوشی انسان کو پختہ کرتے ہیں۔

ذاتی کوشش

انسان کی خود احتسابی اور سیکھنے اور علم حاصل کرنے کی لگن اس کی شخصیت کو بدل دیتی ہے۔

مضبوط شخصیت کی نشانیاں

انسان کی مضبوط شخصیت کی پانچ نشانیاں ہیں جن سے اس کی شخصیت کا حسن اور وقار ظاہر ہوتا ہے۔

ا۔ ان میں سب سے پہلی نشانی خود اعتمادی ہے۔ انسان اپنی ہر بات دلیل سے کرتا ہے۔ اس کے

الفاظ کا چناؤ اور لہجے کا استحکام اس کی خود اعتمادی کو ظاہر کرتا ہے۔

۲۔ مضبوط شخصیت کا انسان غصہ اور خوشی دونوں صورتوں میں خود کو کنٹرول میں رکھتا ہے۔ یہی جذباتی توازن اس کی شخصیت کو پر وقار اور متوازن بناتا ہے۔

۳۔ انسان میں جب احساس ذمہ داری ہوتا ہے۔ وہ اپنے فرائض احسن انداز سے نبھاتا ہے۔ اپنی غلطیوں کو تسلیم کرتا ہے اور بہانے نہیں بناتا۔

۴۔ دوسروں کی خیر خواہی اور ہمدردی اس کی شخصیت سے ظاہر ہوتی ہے۔ انسان دوسروں کے جذبات کو سمجھتا ہے اور مدد کرتا ہے۔

۵۔ ایسا انسان مستقل مزاج ہوتا ہے۔ مشکل وقت میں بھی اپنے اصول نہیں چھوڑتا۔ یہ تمام باتیں مضبوط، مستحکم اور متوازن شخصیت کی عکاس ہوتی ہیں۔ انسان کی شخصیت کا حسن اس کے چہرے سے ظاہر نہیں ہوتا بلکہ اس کے کردار اور رویے سے چھلکتا ہے جن لوگوں کی باتیں دوسروں کو سکون دیں اور جن کی صحبت سے دوسروں کو فائدہ ملے وہ لوگ ہمیشہ یاد رہتے ہیں۔ ان کا اخلاص، عاجزی، وفاداری، خود پر بھروسہ، شکر گزاری کی عادت، بردباری، ہمدری اور سچائی سے لوگ متاثر ہوتے ہیں اور ان جیسا بننے کی کوشش کرتے ہیں۔ ابھی ہم شخصیت کو بہتر بنانے کے لیے چند اصول وضوابط کا ذکر کرتے ہیں جن کا جاننا ہر ایک کے لیے نفع بخش اور مفید ہے۔

شخصیت کو بہتر بنانے کے چند قیمتی اصول

انسان کی شخصیت معاشرے میں اس کے مقام کا تعین کرتی ہے۔ مضبوط اور متوازن شخصیت انسان کا وقار ہے۔ کبھی کبھار ہمیں اپنی شخصیت میں موجود کمزوریوں اور خامیوں کو دور کرنا ضروری ہوتا ہے۔ شخصیت بدلنے کا مطلب اپنی پہچان کھو دینا نہیں ہوتا بلکہ اپنے کمزور پہلوؤں کو مضبوط کرنا ہوتا ہے۔ اس کی مثال یوں دی جاسکتی ہے کہ جب پرانے کپڑے تنگ ہو جائیں تو نئے لینے پڑتے ہیں۔ اسی طرح جب پرانی عادتیں اور رویے تنگ کرنے لگیں تو انھیں بدلنا پڑتا ہے تاکہ حقیقی کامیابی کا حصول ممکن ہو سکے۔ کیونکہ اگر آپ اپنی شخصیت کے منفی اور کمزور پہلوؤں پر توجہ نہیں دیتے تو آپ کو بہت سے مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ آپ کی زندگی کی ترقی رک جاتی ہے، معاشرے میں موجود لوگوں سے تعلقات بگڑنے لگتے ہیں۔ حالات بدل جاتے ہیں دوست، رشتہ دار آپ کا ساتھ چھوڑ دیتے ہیں۔ ہر طرف سے نقصان اور بے رغبتی کی وجہ سے انسان زندگی سے اکتا جاتا ہے۔ اس کے اندر منفی خیالات و جذبات کی کثرت ہوتی ہے۔ ذمہ داریوں سے جان چھڑاتا ہے۔ ہمیشہ اپنی انا اور ضد میں رہتا ہے۔ یہ

سب باتیں انسان کی شخصیت کے وقار اور حسن میں کمی کا باعث ہوتی ہیں۔ انسانی شخصیت کو بہتر اور نفع بخش بنانے کے لیے چند قیمتی اصول درج ذیل ہیں:

ا۔ خود احتسابی

خود احتسابی سے مراد ہے روزانہ اپنے رویوں اور فیصلوں کا جائزہ لینا۔ ان میں موجود کمزوریوں اور خامیوں کو دور کرنا۔ کیونکہ اپنی غلطیوں اور خامیوں کو قبول کرنا ہی بہتری کی پہلی سیڑھی ہے۔ قرآن مجید میں بھی اس بارے میں واضح ہدایت موجود ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور ہر شخص یہ دیکھے کہ اس نے کل یعنی آخرت کے لیے آگے کیا بھیجا ہے۔ اور اللہ سے ڈرتے رہو۔ بے شک اللہ تمھارے سب اعمال سے باخبر ہے۔“

(سورہ الحشر کی آیت نمبر 18)

خود احتسابی کے بارے میں ہمارے نبی ورسول حضرت محمد ﷺ کی احادیث بھی ہماری رہنمائی کرتی ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

’عقلمند وہ ہے جو اپنے نفس کا محاسبہ کرے اور موت کے بعد کے لیے عمل کرے۔“ (صحیح ترمذی)

قرآن مجید کہتا ہے کہ اپنے ”کل کو دیکھ“ اور حدیث مبارکہ کہتی ہے کہ ”اپنا حساب خود کر لو“۔ جو انسان روز اپنا احتساب کرتا ہے اس کی شخصیت خود بخود سنورتی جاتی ہے۔

۲۔ مثبت سوچ اپنانا

شخصیت کو بہتر بنانے کے لیے ضروری ہے کہ مسائل میں مواقع تلاش کیے جائیں۔ منفی باتوں پر دھیان دینے کے بجائے ان کے حل کے بارے میں غور وفکر کرنا چاہیے اس بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”پس بے شک ہر تنگی کے ساتھ آسانی ہے بے شک ہر تنگی کے ساتھ آسانی ہے۔“ (الانشراح)

یہ آیت منفی سوچ کو ختم کر دیتی ہے اور اس بات کو واضح کرتی ہے کہ جب بھی کوئی مشکل یا مسئلہ ہو تو حل ساتھ ہی آ رہا ہوتا ہے۔ اسی طرح صحیح بخاری و مسلم میں حدیث قدسی ہے جس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ”میں اپنے بندے کے گمان کے مطابق ہوتا ہوں۔“

یعنی جیسا اللہ سے گمان رکھا جائے ویسا ہی ملتا ہے۔ مثبت سوچ کا سب سے بڑا اصول ہے کہ اچھا گمان رکھیں تو اچھا ہی ملے گا۔

۳۔ بااخلاق رہنا اور سچ بولنا

سچ بولنا بہت ہی اعلیٰ اور قیمتی عادت ہے۔ سچ بولنے سے وقتی نقصان ہو سکتا ہے مگر لمبے عرصے میں

یہ عادت ہمیشہ انسان کے وقار کا باعث بنتی ہے۔ لوگ اعتماد کرنے لگتے ہیں۔ اسی طرح ہر ایک کے ساتھ اخلاق سے پیش آنا بھی حسن شخصیت کو ظاہر کرتا ہے۔ دوسروں کو عزت دیں کیونکہ کردار ہی انسان کی اصل پہچان ہوتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"اور لوگوں سے نہ پھیر کر بات نہ کر اور زمین پر اکڑ کر نہ چل بے شک اللہ کسی اِترانے والے، شیخی خورے کو پسند نہیں کرتا۔" (لقمان)

اسی طرح نبی کریم ﷺ کا فرمان عالیشان ہے کہ

"مومنوں میں سب سے کامل ایمان والا وہ ہے جس کے اخلاق سب سے اچھے ہیں۔" (سنن ترمذی)

آیت اور حدیث مبارکہ کے بیان سے پتہ چلتا ہے انسان کو ہر ایک کے ساتھ اعلیٰ اخلاق کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔ تکبر اور اونچی آواز میں بولنا شخصیت کے حسن کو داغ دار کر دیتا ہے۔ مضبوط اور متوازن شخصیت کے حصول کے لیے سے بچنا ضروری ہے اور عبادات اپنی جگہ مگر ایمان کا لیول اخلاق و کردار سے ناپا جاتا ہے۔

۴۔ دوسروں کی بات غور سے سننا

بات کو سننے کی عادت بولتے رہنے سے زیادہ اچھی ہوتی ہے۔ لوگ ایسے انسان کو پسند کرتے ہیں جو ان کی بات کو تحمل و سکون سے سنے اور سمجھے اور حالات کے مطابق بہترین مشورہ دینے والا ہو۔ جب کوئی دوسرا بات کر رہا ہو تو اسے درمیان میں نہ ٹوکا جائے۔ اس بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"جو لوگ بات کو غور سے سنتے ہیں پھر اس میں سے بہترین بات کی پیروی کرتے ہیں ہی وہ لوگ ہیں جنھیں اللہ نے ہدایت دی اور یہی عقل والے ہیں۔" (الزمر)

حدیث مبارکہ میں بھی اس بارے میں واضح ہدایات موجود ہیں۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے:

"رسول اللہ ﷺ کا طریقہ تھا کہ جب کوئی آپ ﷺ سے بات کرتا تو آپ ﷺ پورا چہرہ اس کی طرف کر لیتے اور پوری توجہ سے سنتے۔" (صحیح بخاری)

جب کوئی دوسرا بول رہا ہو تو درمیان میں ٹوکنا، اپنی بات گھسیڑنا یا موضوع بدلنا بداخلاقی و بدتہذیبی ہے اور شخصیت کے وقار میں کمی کا باعث ہے۔ اسی لیے قرآن و حدیث میں بھی اس چیز سے منع کیا گیا ہے کیونکہ جو انسان سننا سیکھ جاتا ہے وہ آدھے جھگڑے ختم کر لیتا ہے۔

۵۔ وقت کی پابندی

وقت کی قدر کرنے والا انسان ہمیشہ کامیاب ہوتا ہے۔ وقت کی پابندی قدرت کا قانون ہے۔ وقت کی پابندی کرنے والے کو بڑے بڑے مواقع ملتے رہتے ہیں جس سے شخصیت پر اعتماد اور پر وقار ہوتی ہے۔ وقت کی پابندی کے بارے میں بھی قرآن و حدیث کی تعلیمات واضح ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”زمانے کی قسم بے شک انسان خسارے میں ہے سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے۔“ (العصر)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے وقت کی قسم اٹھائی ہے جس چیز کی قرآن میں قسم اٹھائی جائے وہ بہت قیمتی ہوتی ہے۔ وقت ضائع کرنا ہی اصل خسارہ ہے اور وقت کی پابندی اصل کامیابی ہے۔ حدیث مبارکہ میں بھی وقت کی پابندی کرنے سے متعلق رہنمائی دی گئی ہے۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے:

”قیامت کے دن بندے کے قدم نہیں ہٹیں گے جب تک اس سے اس کی عمر کے بارے میں نہ پوچھ لیا جائے کہ کہاں گزاری۔“ (سنن ترمذی)

یعنی انسان کی زندگی کے لیے ایک ایک لمحے کے بارے میں پوچھا جائے گا اور وقت کی پابندی کرنے والے ہی کامیاب ہوں گے۔

۶۔ علم کا حصول جاری رکھیں

علم حاصل کرنا ہر مرد و عورت پر فرض ہے۔ اس لیے رسمی و غیر رسمی تعلیم کا حصول لازمی جاری رہنا چاہیے۔ کتابیں پڑھنے اور نئی نئی مہارتیں سیکھنے سے انسان باشعور اور بااعتماد ہوتا ہے اور باشعور شخصیت ہمیشہ پرکشش لگتی ہے۔ اپنی شخصیت کے وقار کے لیے علم کا حاصل کرنا انتہائی ضروری ہے۔ قرآن و حدیث میں اس کی رغبت دلائی گئی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

”کہہ دیجیے کیا برابر ہیں جاننے والے اور نہ جاننے والے۔“ (الزمر)

”اللہ تم میں سے ایمان والوں کے اور علم والوں کے درجے بلند کر دے گا۔“ (المجادلہ)

حدیث مبارکہ میں ہے کہ

”علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے۔“ (صحیح ابن ماجہ)

عبادات کی طرح علم سیکھنا بھی فرض قرار دیا گیا ہے۔ اس کی وجہ سے انسان کی شخصیت سنورتی ہے۔ علم دنیا و آخرت میں کامیابی کا ضامن ہے۔ قرآن کی پہلی وحی کا ہر پہلا لفظ بھی اقراء ہے۔ جس کا مطلب ہے پڑھو تاکہ دونوں جہان میں فلاح پاؤ۔

۷۔ شکر گزاری اختیار کرنا

شکر ادا کرنا انسان کی بندگی کا تقاضا ہے۔ خالق کو بھی انسان سے صرف شکر مطلوب ہے۔ شکر گزاری کی عادت انسان کو مطمئن اور پرسکون رکھتی ہے اور انسان کے رزق (مال، علم، صحت اور دیگر نعمتوں) میں اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ”اگر تم شکر کرو گے تو میں تمھیں اور زیادہ عطا کروں گا۔“ (ابراہیم)

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ شکر کرنا ہماری نعمتوں میں اضافہ کرتا ہے۔اس لیے شکر گزار رہنا چاہیے۔ ہر اس چیز پر جو اللہ نے عطا کی ہو چاہے وہ کم ہی کیوں نہ ہو۔ شکر کرنا نعمت کو بڑھادے گا۔اسی طرح حدیث نبوی ﷺ ہے کہ

"جو لوگوں کا شکرادا نہیں کرتا وہ اللہ کا بھی شکرادا نہیں کرتا۔" (سنن ترمذی)

ان احکام قرآن و سنت سے پتہ چلتا ہے کہ شکر گزاری انسانی شخصیت کو مضبوط بناتی ہے اور شکایت و ناشکری والا دل ہمیشہ خالی رہتا ہے اور اس کا شخصی وقار کم ہو جاتا ہے۔ شکر گزار انسان کا لہجہ نرم اور طبیعت مطمئن ہوتی ہے۔ شخصیت میں وقار اور ٹھہراؤ ہوتا ہے جو دوسروں کو اس کی طرف متوجہ کرتا ہے۔

جسمانی صحت کا خیال رکھنا

ورزش، نیند اور متوازن غذا سے انسانی صحت متوازن رہتی ہے۔ چاق و چوبند اور تندرست رہنے سے انسان کے اعتماد میں اضافہ ہوتا ہے اور شخصیت جاذب نظر ہوتی ہے۔ اس بارے میں بھی قرآن و حدیث کے واضح احکام موجود ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:"اور اپنے آپ کو اپنے ہاتھوں ہلاکت میں مت ڈالو۔" (البقرہ)

جان بوجھ کر صحت خراب کرنا، نشہ کرنا، زیادہ کھانا، سستی کرنا یا وقت پر نہ کھانا۔ یہ سب چیزیں اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنا ہے۔

"اور کھاؤ پیو اور اسراف نہ کرو بے شک اللہ اسراف کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔" (الاعراف)

یہ صحت کا سب سے اہم اصول ہے حد سے زیادہ کھانا پینا صحت کو تباہ کر دیتا ہے۔ موٹاپا، بد ہضمی یہ سب بیماریاں اسراف کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں۔ حدیث مبارکہ میں بھی جسمانی صحت کی اہمیت بیان ہوئی ہے۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے:

۱۔ "دو نعمتیں ایسی ہیں جن کے بارے میں اکثر لوگ دھوکے میں رہتے ہیں صحت اور فراغت۔" (صحیح بخاری)

۲۔ "طاقتور مومن اللہ کے نزدیک کمزور مومن سے بہتر اور زیادہ محبوب ہے۔" (صحیح مسلم)

یہ وہ چند قیمتی اصول ہیں جنھیں اپنا کر انسان اپنی شخصیت کو پر وقار اور خوبصورت بنا سکتا ہے۔

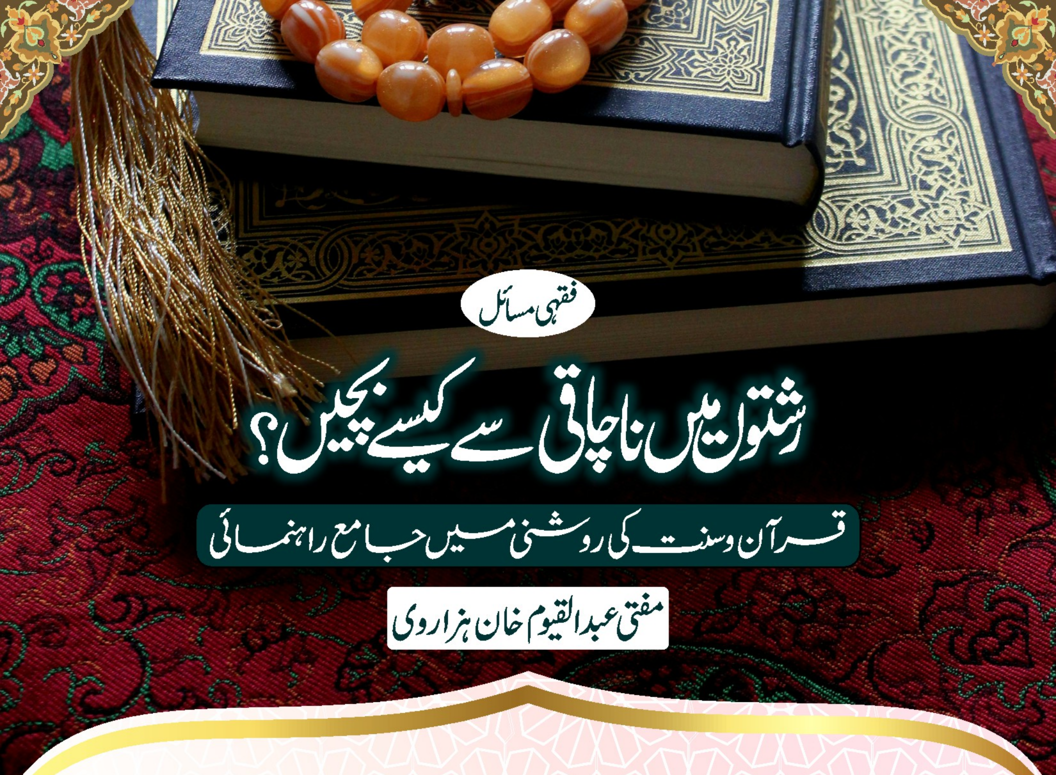

فقہی مسائل

رشتوں میں ناچاقی سے کیسے بچیں؟

قرآن وسنت کی روشنی میں جامع راہنمائی

مفتی عبدالقیوم خان ہزاروی

سوال: مختلف رشتوں میں ناچاکی کی صورت میں انسان کیا کرے؟

جواب: قرآنِ مجید میں اللہ تعالیٰ ارشاد ہے:

وَقَضَى رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوٓا۟ إِلَّآ إِيَّاهُ وَبِٱلْوَٰلِدَيْنِ إِحْسَـٰنًا ۚ إِمَّا يَبْلُغَنَّ عِندَكَ ٱلْكِبَرَ أَحَدُهُمَآ أَوْ كِلَاهُمَا فَلَا تَقُل لَّهُمَآ أُفٍّ وَلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُل لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا.(بنی اسرائیل، 17: 23)

اور آپ کے رب نے حکم فرما دیا ہے کہ تم اللہ کے سوا کسی کی عبادت مت کرو اور والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کیا کرو، اگر تمہارے سامنے دونوں میں سے کوئی ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو انہیں "اُف" بھی نہ کہنا اور انہیں جھڑکنا بھی نہیں اور ان دونوں کے ساتھ بڑے ادب سے بات کیا کرو۔

اس آیتِ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کا حکم فرمایا ہے۔ان کو گالم گلوچ کرنا، جھگڑنا، انہیں جھڑکنا اور ان کے سامنے چلانا تو درکنار اللہ تعالیٰ نے ان کے سامنے کراہت کا اظہار کرنے سے بھی منع فرمایا ہے۔بیویوں کے ساتھ حسنِ سلوک کا حکم ان الفاظ میں دیا گیا ہے:

وَعَاشِرُوهُنَّ بِٱلْمَعْرُوفِ.(النساء، 4: 19)

اور ان کے ساتھ اچھے طریقے سے برتاؤ کرو۔

حدیثِ مبارکہ میں ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِأَهْلِهِ وَأَنَا خَيْرُكُمْ لِأَهْلِي.

(ترمذي، السنن، كتاب كتاب المناقب عن رسول الله، باب فضل أزواج النبي، 5: 709، رقم: 3895)

تم میں سب سے اچھا وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے لئے اچھا ہو، اور میں اپنے گھر والوں کے لئے تم سب سے اچھا ہوں۔

معلوم ہوا کہ والدین کی خدمت اور بیوی سے حسنِ سلوک میں توازن رکھنا اہم شرعی ضرورت ہے۔ کسی ایک رشتے کے حقوق کی ادائیگی کرتے ہوئے کسی دوسرے رشتے کی حق تلفی نہیں کی جاسکتی۔ اسی طرح کسی رشتہ دار کی ایسی بات ماننا جائز نہیں جس میں خدا تعالیٰ کی نافرمانی ہو۔ کیونکہ حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوقٍ فِي مَعْصِيَةِ اللهِ عَزَّوَجَلَّ. (أحمد بن حنبل، المسند، 1: 131، رقم: 1095)

اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں مخلوق کی اطاعت نہ کی جائے۔

ہمیں چاہیے کہ اپنے والدین اور گھر کے دیگر افراد کے ساتھ لڑائی، جھگڑا مت کریں۔ اپنے والدین کی خدمت اور ان کے کھانے پینے کا بندوبست کرنا ہماری ذمہ داری ہے۔ اگر ہم سے والدین کی کوئی گستاخی ہوجائے تو اس کی اُن سے اور اللہ تعالیٰ سے معافی مانگیں۔ اگر والدین کوئی خلافِ شرع حکم دیں تو اس پر عمل نہ کریں لیکن ان کے ساتھ ہمیشہ عزت و احترام سے پیش آئیں۔ رشتوں کے ساتھ تعلق میں اعتدال و توازن برقرار رکھیں۔

سوال: شریعتِ اسلامیہ کی نگاہ میں مثالی شوہر کو کیسا ہونا چاہئے؟

جواب: اسلامی شریعت کے مطابق رشتہ طے کرتے وقت اس بات کا خیال رکھا جائے کہ لڑکے اور لڑکی کے قد کاٹھ، شکل و صورت، تعلیم و تربیت میں ہر ممکن حد تک مناسبت پائی جائے تاکہ دونوں میں ہم آہنگی، مطابقت و موافقت اور الفت قائم ہو سکے۔ بے جوڑ اور غیر مناسب رشتوں سے بچا جائے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ. (النساء، 4: 3)

تو ان عورتوں سے نکاح کرو جو تمہارے لئے پسندیدہ اور حلال ہوں۔

اس آیت مبارکہ کے مطابق پسندیدگی دو طرفہ ہے، صرف لڑکے کو لڑکی پسند ہونا کافی نہیں ہے بلکہ لڑکی کو بھی لڑکا پسند ہونا ضروری ہے، پھر ہی دونوں میں ہم آہنگی پیدا ہو سکتی ہے۔اور شادی کے مقاصد میں سے یہ بھی ہے کہ دونوں میں محبت و مودت ہو اور ایک دوسرے سے سکون پائیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

لَا تُنْكَحُ الْأَيِّمُ حَتَّى تُسْتَأْمَرَ وَلَا تُنْكَحُ الْبِكْرُ حَتَّى تُسْتَأْذَنَ.

(بخاری، الصحیح، کتاب النکاح، باب لا ینکح الأب وغیرہ البکر والثیب إلا برضاھا، 5: 1974، رقم: 4843)

غیر شادی شدہ کا نکاح اس سے پوچھے بغیر نہ کیا جائے اور کنواری کا بغیر اجازت نکاح نہ کیا جائے۔

انتخاب زوج کے لیے یہ بنیادی چیزیں ہیں جنہیں نظر انداز کر کے اکثر لوگ لڑکے کے مال ودولت کو دیکھ کر لڑکیوں کی زندگیاں برباد کر بیٹھتے ہیں۔اگر لڑکے کے پاس زیادہ مال ودولت کی بجائے ضروریات زندگی پوری کرنے کی استطاعت اور اچھا کردار ہو تو دونوں کی زندگی میں محبت وسکون اور اللہ تعالیٰ کی رحمت جیسی نعمتیں بآسانی نازل ہو سکتی ہیں۔اسی کی تعلیم دی گئی ہے۔ حضرت یحییٰ بن ابی کثیر روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِذَا جَاءَكُمْ مَنْ تَرْضَوْنَ أَمَانَتَهُ وَخُلُقَهُ فَأَنْكِحُوهُ كَائِنًا مَنْ كَانَ، فَإِنْ لَا تَفْعَلُوا تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الْأَرْضِ وَفَسَادٌ كَبِيرٌ، أَوْ قَالَ: عَرِيضٌ. (عبد الرزاق، المصنف، 6: 152، رقم: 10325)

جب تمہارے پاس ایسے شخص کے نکاح کا پیغام آئے جس کی دینداری اور اخلاق تمہیں پسند ہوں تو اس سے نکاح کردو خواہ وہ کوئی بھی شخص ہو۔اگر تم نے ایسا نہ کیا تو زمین میں بہت زیادہ فساد اور فتنہ پھیلے گا۔

حدیث مبارک میں ہے کہ اچھا شوہر وہی ہو گا جو ذیل میں مذکور حدیث مبارک کے جملہ امور پر عمل کرنے والا ہو گا چنانچہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

أَنْ يُطْعِمَهَا إِذَا طَعِمَ وَأَنْ يَكْسُوهَا إِذَا اكْتَسَى وَلَا يَضْرِبِ الْوَجْهَ وَلَا يُقَبِّحْ وَلَا يَهْجُرْ إِلَّا فِي الْبَيْتِ.

(ابن ماجہ، السنن، کتاب النکاح، باب حق المرأۃ علی الزوج، 2: 417، رقم: 1850)

جب خود کھائے تو اسے بھی کھلائے، جب خود پہنے تو اسے بھی پہنائے۔اس کے منہ پر نہ مارے، اسے برا نہ کہے اور گھر کے علاوہ تنہا کہیں نہ چھوڑے۔

لٰہذا بہترین انتخاب زوج کے لئے معیار یہ ہونا چاہیے کہ مرد دین دار، با اخلاق اور وسیع النظر ہو اور اہل خانہ کو نیکی کی رغبت دلانے والا، حلال رزق کمانے والا اور اپنے خاندان یعنی بیوی اور بچوں کی کفالت کا اہل ہو۔

علاوہ ازیں مرد کو حلیم الطبع، بہادر، خوش خلق، عورت سے بھلائی کرنے والا، اچھے کاموں سے محبت والا خصوصاً بیوی کے اچھے کاموں پر دل کھول کر داد دینے والا، احسان کرنے والا، ظلم وتشدد سے پرہیز کرنے والااور معاملاتِ زندگی میں بہترین منظم اور معاشی لحاظ سے خود کفیل ہونا چاہیے۔

سوال: مقدس اوراق اور غلافوں کو کس طرح ٹھکانے لگایا جائے؟

جواب: فقہائے کرام نے لکھا ہے:

ألمصحف إذا صار خلقا لا يقرأ منه ويخاف أن يضيع يجعل فى خرقة طاهرة ويدفن و دفنه أولى من وضعه موضعا يخاف أن يقع عليه النجاسة أونحو ذلك ويلحد له لانه لو شق و دفن يحتاج إلى أهالة التراب عليه وفى ذلك نوع تحقير إلا إذا جعل فوقه سقف بحيث لا يصل التراب إليه فهوحسن أيضاً. ألمصحف إذا صار خلقا وتعذرت القراءة منه لا يحرق بالنار.

(الشيخ نظام وجماعة من علماء الهند، الفتاوي الهندية، 5: 323)

”جب قرآن کریم پرانا ہوجائے اور پڑھا نہ جائے اور ضائع ہونے کا ڈر ہو تو اسے پاکیزہ کپڑے میں باندھ کر دفن کر دیا جائے اور دفن کرنا اس سے بہتر ہے کہ کسی ایسی جگہ رکھ دیا جائے جہاں اس پر نجاست وغیرہ پڑنے کا ڈر نہ ہو اور دفنانے کے لئے لحد کھودے کیونکہ اگر سیدھا گڑھا کھودا اوراس میں بوسیدہ قرآن دفن کر دیا تو اوپر مٹي ڈالنے کی ضرورت پڑے گی اور اس میں ایک طرح کی بے ادبی ہے ہاں اگر اوپر چھت ڈال دے کہ قرآن کریم تک مٹی نہ پہنچے تو یہ بھی اچھا ہے۔قرآن کریم جب بوسیدہ ہو جائے اور اس سے قرات مشکل ہو جائے تو اسے آگ میں نہ جلایا جائے“۔

لٰہذا بہتر یہی ہے کہ بوسیدہ اوراق قرآن کریم کے ہوں یا حدیث پاک کے یا کسی دینی کتاب کے جن میں قرآن و حدیث کے حوالے نقل کئے گئے ہوں، ان کو جلایا نہ جائے اور مذکورہ بالا طریقہ سے ان کو دفنا دیا جائے مگر اس خیال سے کہ آج کل

دفنانے کے لئے محفوظ زمین کا ملنا مشکل ہے بالخصوص شہروں میں نیز جہاں محفوظ جگہ سمجھ کر ان اوراق کو دفنایا گیا ہے عین ممکن ہے کہ کوئی انسان لاعلمی میں اس جگہ پر پیشاب کرے اور گندے اثرات ان اوراق مبارکہ تک پہنچ جائیں۔ دریا برد کرنے میں بھی بے ادبی کا آج کل بہت امکان ہے جبکہ اختلاف و انتشار امت سے بچنے اور فتنہ و فساد کے امکانات ختم کرنے کی خاطر صحابہ کرام کی موجودگی میں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے قرآن کریم کے نسخوں کو جلوا دیا اور کسی صحابی نے اس پر انکار نہ کیا پس جلانے کے جواز پر جبکہ نیت قرآنی تقدس کی حفاظت کرنا ہو معاذاللہ بے ادبی کرنا نہ ہو، صحابہ کرام کا اجماع ہوچکا ہے اسی لئے فقہائے کرام نے بہت نرم لہجے میں جلانے سے منع فرمایا مگر جلانے پر کوئی سخت حکم نہ لگایا کہ اس کے جواز کی بنیاد موجود تھی۔

لیکن دور حاضر میں مقدس اوراق کو بے ادبی سے بچانے کا مسئلہ انتہائی پریشان کن اور تکلیف دہ صورت حال اختیار کر چکا ہے۔ایسی صورت حال کہ جس سے بچنا قریب قریب ناممکن ہے۔ لہٰذا جس حد تک ہو سکے بے ادبی سے بچنے کی کوشش کی جائے۔اس معاملہ میں چند اقدامات عمل میں لانے کی اشد ضرورت ہے جو درج ذیل ہیں:

o سب سے پہلے تو لوگوں میں ان کی بے ادبی کے بارے میں شعور پیدا کیا جائے تاکہ لوگ ان کا غلط استعمال نہ کریں۔

o جن جن جگہوں پر ان کا عام استعمال کرنا باعث بے ادبی ہے وہاں کوئی متبادل طریقہ کار اپنایا جائے۔

o مقصد حاصل کرنے کے بعد ان کو محفوظ کرنے کا بندو بست کیا جائے۔

o آج کل ان کو ندی نالے، نہر یا دریا میں نہ گرایا جائے کیونکہ ایک تو پرنٹنگ ہونے کی وجہ سے سال بھر پانی بھی میں پڑے رہنے سے الفاظ قائم رہتے ہیں اور دوسرا ندی نالے بھی گٹر، جوہڑ اور غلاظت سے پُر ہیں۔ لہٰذا اوراق مقدسہ کو ان میں ڈالنا بھی بے ادبی ہے۔اس لیے بہتر حل یہ ہے کہ ان کو جمع کرکے پلانٹ کے ذریعے ان سے دوبارہ کاغذ، گتہ وغیرہ تیار کیا جائے تاکہ بے ادبی سے بھی بچ جائیں اور فائدہ بھی حاصل کیا جا سکے۔ اترنے والی سیاہی کو دھوپ یا پلانٹ کے ذریعہ خشک کر دیا جائے۔

○ چند مقامات پر پرانے بوسیدہ قرآن کریم کے نسخوں کو لاکھوں روپے لگا کر ان کی حرمت اور جلد بندی کر کے ان کو عمدہ الماریوں میں رکھ کر محفوظ کیا جاتا ہے۔ ان نسخوں کو نہ کوئی پڑھتا ہے، نہ ہاتھ لگاتا ہے۔ صرف نمائش کے لیے رکھے جاتے ہیں۔ نیت میں خلوص ہو تو یہ کام بھی اجرو ثواب سے خالی نہیں۔ مگر اس کا امت کو فائدہ کیا ہے؟ یہ سوالیہ نشان ہے اور رہے گا۔ کیونکہ اب لوگ خوشحال ہیں۔ ماشاءاللہ عمدہ کاغذ، رنگین طباعت، حسین جلدیں، مضبوط پلاسٹک کور اور صحیح تر نسخے تلاوت کے لیے مفید و مقبول ہیں۔ اس لیے اب ان قرآن محلات کو عمدہ لائبریریوں میں بدل دیا جائے۔ قرآن و سنت کے جدید اور عمدہ نسخے ان میں مہیا کئے جائیں۔ مختلف علماء کرام کے تراجم ہمراہ ہوں۔ معری بھی ہوں۔ قدیم و جدید تفاسیر و لغات وشروح بھی ہوں، تاریخ وسیرت کی معتمد علیہ کتب بھی ہوں اور ریسرچ کے جدید ترین ذرائع بھی بروئے کار لائے جائیں تاکہ علمی روشنی پھیلے جہالت کے سائے نیست ونابود ہوں اور مخلوق خدا کی علمی پیاس بجھنے کا سامان ہو۔

خواتین میں بیداریٔ شعور وآگہی کے لیے کوشاں

ماہنامہ دختران اسلام لاہور

کی سالانہ خریداری حاصل کریں

زیرسرپرستی: شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری مدظلہ

فی شمارہ: 60روپے | بیگم رفعت جبین قادری | سالانہ خریداری: 700روپے

اپنے علاقے میں موجود پبلک لائبریریز، کالجز، سکولز، عوامی مقامات، دوست احباب اور علاقے کی موثر شخصیات کو سالانہ خریداری کی صورت میں تحفہ بھجوائیں۔

365- ایم ماڈل ٹاؤن لاہور، فون: 042-5169111-3 - 111-140-140 Ext: 149
Whatsapp: 0324-4895887 - 0300-8105740
www.minhaj.info, Email: sisters@minhaj.org

موسمِ گرما کی چھٹیوں کا مفید استعمال مگر کیسے؟

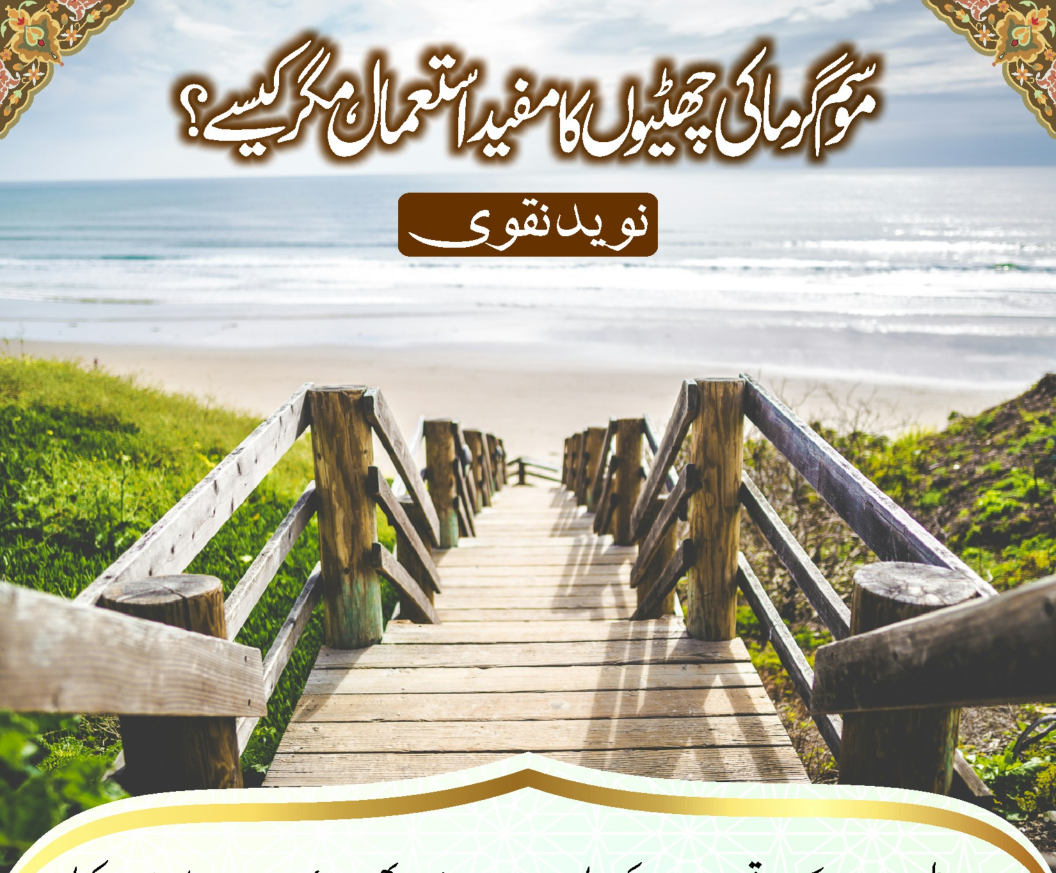

نوید نقوی

وطن عزیز کے باقی صوبوں کی طرح پنجاب میں بھی پرائیویٹ و سرکاری اسکول، کالج اور یونیورسٹیز میں جون سے گرمیوں کی چھٹیاں شروع ہونا متوقع ہے۔ عموماً یہ چھٹیاں ڈیڑھ سے دو مہینے کی ہوتی ہیں۔

چھٹیوں کو سیر و تفریح اور موویز دیکھنے تک محدود نہ کیجئے

چھٹیوں کے یہ دن زیادہ تر طلباء و طالبات بس یوں ہی گزار دیتے ہیں اور اپنی صلاحیتوں کو نکھارنے کے لئے نہ تو خود شعوری طور پر کسی قسم کی کوشش کرتے ہیں اور نہ ہی والدین ان کے مستقبل کے حوالے سے اس اہم ترین ڈویلپمنٹ میں کوئی دلچسپی لیتے ہیں۔ والدین ہوں یا طلباء بہت زیادہ ہوا تو کہیں سیر و تفریح کے لیے چلے گئے، موویز دیکھ لیں یا پھر سارا دن نیٹ پر سرفنگ کرتے ہوئے گزار دیئے جاتے ہیں۔ اگر ہم چاہیں تو چھٹیوں کے ان بیش قیمتی اوقات کا بہترین استعمال کر سکتے ہیں۔ لیکن اس کے لیے والدین کو سنجیدہ ہونا پڑے گا اور بچوں کی چھٹیوں کو فائدہ مند بنانے کے لیے مکمل پلاننگ کرنی پڑے گی۔

طالب علمی کا سہانا دور اور تعطیلات کی خوشیاں

وہ دن بھی کیا دن تھے جب ہم بھی سکول کے طالب علم تھے۔مارچ اور اپریل میں نیا تعلیمی سال شروع ہونے کے ایک آدھ ماہ کے بعد جیسے ہی جون کی آمد ہوتی، ہم بچوں کے دل خوشیوں سے بھرنے لگتے تھے۔ کبھی ایسا ہوتا کہ اسکول انتظامیہ چھٹیوں کا سلسلہ 8، 10 جون کے بعد شروع کرتی تو ہمیں یہ دن خاصے بھاری معلوم ہوتے اور ہم اندر ہی اندر کڑھتے کہ آخر کیوں ہماری 2 ماہ کی تعطیلات پر یہ 10، 12 دن کا نقب لگایا جا رہا ہے لیکن مرتے کیا نہ کرتے، سہنا ہی پڑتا تھا۔ایسا لگتا ہے جیسے کل کی بات ہو۔

میں پانچویں جماعت کا طالب علم تھا۔مئی کا اختتام ہونے جا رہا ہے اور استاد محترم ملک الیاس صاحب نے ایک خبر سنا کر ہمارے سارے ارمان خاک میں ملا دیے کہ گرمیوں کی تعطیلات اب یکم جون کی بجائے 15 جون سے ہوں گی۔یہ پندرہ دن جو گزرے مجھے آج بھی یاد ہے کس طرح مر مر کر صبح اٹھتے تھے اور محکمہ تعلیم کے کرتا دھرتاؤں کو کوستے ہوئے سکول آتے تھے۔

طلباء کے لئے اپنی صلاحیت کو نکھارنے کا بہترین موقع

ملک صاحب نے کبھی بھی کلاس مس نہیں کی اور یہی وجہ ہے کہ ان کے شاگرد آج پاکستان اور بیرون ممالک ملک و قوم کی خدمت کر رہے ہیں اور ان کا کوئی بھی

شاگرد زندگی کے میدان میں ناکام نہیں ہے۔سب کے سب اس مشکل دور کا بڑی ہمت سے مقابلہ کر رہے ہیں اور ان کے زیادہ تر شاگرد بر سر روزگار ہیں۔انہوں نے ان پندرہ دنوں کو غنیمت جانا اور سٹڈی ٹائم ٹیبل میں مزید سختی کر دی تھی اور ہم پڑھنے پر مجبور تھے اور کرتے بھی کیا سوائے انتظار کے؟ آخر وہ دن آ ہی گیا جب گرمیوں کی چھٹیوں کا اعلان ہوا اور پھر ہمارے استاد محترم ملک محمد الیاس صاحب نے ایک نصیحت کی کہ ان چھٹیوں کو ضائع نہ کرنا بلکہ اپنی صلاحیتوں کو نکھار کر آنا، اس قیمتی ترین وقت کو یوں ہی کھیل کود میں برباد نہ کر دینا اور ہم نے ایسے ایسے وعدے کیے جیسے ان دو ماہ میں افلاطون بن کر آئیں گے۔

پھر خدا خدا کرکے گرمیوں کی ان چھٹیوں کا آغاز ہوتا تھا، تب وقت کی چال بہت دھیمی دھیمی سی تھی، ہم دوپہر کے وقت اپنے دادا کے آم کے باغ کی طرف نکل جاتے اور پھر خوب موج مستی ہوتی نہ فکر تھی اور نہ غم روزگار تھا فقط فرصت ہی فرصت تھی اور ہم تھے۔اسکول کے دنوں میں جو وقت بڑی تکلیف سے گزرتا تھا اب ہم بچوں کے لیے یکایک فرصت کا پُرسکون وقت بہت طویل اور پرلطف ہوجاتا تھا، وہ گرمیوں کی سُہانی دوپہریں کس قدر شیریں اور خمار انگیز محسوس ہوتی تھیں، آج ہم فقط اس کا تصور ہی کرسکتے ہیں۔

چھٹیوں کے دوران قرآن پڑھانے والے استاذ کلاس کی ٹائمنگ بڑھا دیتے

اسکول کی چھٹیوں میں ہمارے سارے معمولات بدل جاتے تھے، ہمیں قرآن پاک پڑھانے والے مولانا مظہر عباس صاحب ہماری اسکول کی چھٹیوں کا ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے ساڑھے 12 بجے چھٹی دینے کے بجائے ڈیڑھ، ڈیڑھ، 2، 2 بجے تک بٹھا کر رکھتے اور کبھی کبھی تو سہ پہر کے 3 بھی بج جاتے۔وہ وقت بھی عجیب ہوتا، کاٹے نہ کٹتا تھا۔اور اب ہم مولانا صاحب کو دل ہی دل میں کوستے۔

تعطیلات کے دوران شام کا وقت کھیل کود کے لئے

بہرحال ہم گھر آکر کھانے وانے سے نمٹ کر کچھ آرام کرتے اور پھر معمول کے وقت 6 بجے کے بجائے 4 بجے ہی امجد بھائی کے پاس ٹیوشن چلے جایا کرتے اور یوں ہمیں 6 بجے تک چھٹی مل جاتی۔اس کا مطلب یہ ہوتا تھا کہ ہمارے پاس شام کا سارا

وقت ہمارے کھیل کود کے لیے موجود ہے۔ ورنہ عام دنوں میں ہمیں تعطیل کے سوا ذرا بھی فرصت میسر نہیں ہوتی تھی۔ پھر اگر مغرب کے بعد بھی دل نہیں بھرا تو اب انہی گلیوں میں چھپن چھپائی، چور چور، پکڑم ساتھی، پکڑم پکڑائی، چور پولیس اور برف پانی سے لے کر دال کچی پکی، باندر کلہ، وانجھی، کوڈی تک کے مناظر دیکھتے جایئے۔ اس کھیل کود میں حسب منشا پھیری والوں سے پاپ کورن، قلفی، شربت، گولے گنڈے، مکئی، بھٹے اور شکر قندی وغیرہ بھی کھاتے جاتے تھے۔ بہت ہی خوآب ناک وقت تھا یہ ہماری زندگی میں۔

یوں تو یہ ہمارے گاؤں میں کم وبیش ہر شام ہی کے مناظر ہوتے تھے، لیکن ہمارے اسکول کی ان چھٹیوں میں گویا ان تمام سرگرمیوں کو ایک عروج حاصل ہوجاتا تھا کہ ایک ساتھ سبھی بچے فارغ ہیں۔ اگر ان چھٹیوں میں میل جول اور گھومنے پھرنے کے پروگراموں کے ساتھ ہفتہ وار نانی کے ہاں جانے کے اہتمام کا تذکرہ نہ کیا جائے تو یہ زیادتی ہوگی۔

نانی اماں جس کو پیار سے ہم میٹھی اماں بولتے تھے ایک نیک اور کم گو خاتون تھیں۔ ان کے گھر جاتے تو ہم بھی ہر ہفتے تھے، لیکن ان 2 مہینوں کی چھٹیوں میں یہ ہفتہ وار روانگی سرِ دوپہر ہی ہوجایا کرتی تھی۔ بچپن کی وہ چھٹیوں کے دن بھی کیسی آزادی کے دن تھے۔ والدین کی روک ٹوک بھی اس عرصے کے لیے کچھ مؤخر سی رہتی، اگر روک ٹوک ہوتی بھی تو زیادہ خاطر میں نہ لاتے اور اپنی مرضی کرتے۔

اس دوران ہماری مستی کا یہ عالم تھا کہ پڑھائی لکھائی کے کام بھی ٹال رکھے جاتے، اسکول کی چھٹیوں کا کام چیک تو ہوتا نہیں تھا، اس لیے اکثر اسے نظرانداز کردیتے، بچپن کی بے فکری بھی کیا خوب ہوتی تھی، کوئی مسئلہ اور کوئی پریشانی ہونا تو درکنار، ان کا ذرا سا شائبہ تک بھی نہیں ہوتا تھا۔ گویا یہ چھٹیاں کسی عید کی طرح ہوا کرتی تھیں۔ یہ الگ بات ہے کہ چھٹیاں ختم ہونے کے ساتھ ہی ذہن میں ایک خفیف سی پریشانی مستقل رہنے لگتی کہ کہیں اسکول کھلنے کے بعد اس کام کی پوچھ تاچھ ہوگئی تو کیا ہوگا؟

پرانے دور میں چھٹیوں کی سرگرمیاں اور آج کے تقاضے

ان چھٹیوں میں مختلف کورسز کرنے کا سلسلہ بھی رہتا، کوئی ٹائپنگ سیکھتا، کوئی

لینگویج کورس تو کوئی کمپیوٹر کورس میں مہارت کے لیے جستجو کرتا۔بچیوں کا زیادہ زور سینے پرونے، قریشیہ اور مختلف قسم کی دستکاریوں میں ہوتا تھا۔اب یہ وہ وقت نہیں رہا بلکہ یہ 2026 ہے اب بچوں کی عمر، تعلیم اور مصروفیات کو مدنظر رکھتے ہوئے ٹائم ٹیبل ترتیب دیا جائے۔تعلیم کے جس شعبے میں بچہ کمزور ہو اسے بہتر کرنے کے لیے غیر نصابی سرگرمیوں کا سہارا لیا جائے۔کتاب سے بچوں کا رشتہ برقرار رکھنے کے لیے میگزین اور کہانیوں کی کتابیں فراہم کریں۔

بچوں کو اسلامی تاریخ پر دستاویزی موویز دکھائیں، انہیں سیر و تفریح کرائیں

اسلامی تاریخی موضوعات پر بننے والی ڈاکیومینٹری اور ڈرامے بچوں میں دین کے حوالے سے دلچسپی پیدا کر سکتے ہیں۔تاریخی اور تفریحی مقامات کی سیر وسیاحت سے بچوں کو نئے انداز میں بہت سی نئی باتیں سیکھنے کا موقع دیا جائے۔

تعطیلات شروع ہونے سے پہلے تمام سرگرمیوں کا ٹائم ٹیبل بنائیں

بہت سارے طلباء و طالبات چھٹیاں شروع ہونے سے قبل چھٹیوں کے منصوبے بناتے ہیں لیکن چھٹیاں ختم ہونے کے بعد وہ کفِ افسوس ملتے ہیں کہ میں نے تو کچھ کیا ہی نہیں، ساری چھٹیاں یوں ہی گزر گئیں۔آپ کے ساتھ بھی ایسا نہ ہو، اس کے لیے سب سے اچھا طریقہ یہ ہے کہ اپنی ڈائری یا نوٹ بک میں چھٹیوں میں انجام دینے والے کاموں کی ایک فہرست بنالیجیے۔

مثلاً فلاں فلاں رشتہ داروں سے ملنا ہے۔اسکول، کالج کے نامکمل کاموں کو انجام دینا ہے۔ریڈنگ روم موجود ہے تو ٹھیک ہے نہیں تو ایک کمرہ مختص کر کے روم کی اچھے سے صفائی کرنی ہے۔کتابیں رکھنے کے لیے شیلف بنوانا ہے وغیرہ۔اس فہرست کے جو کام مکمل ہوتے جائیں ان پر نشان لگاتے جائیں۔اس طرح آپ اپنی چھٹیوں کے اوقات کو منظم طریقے سے استعمال کر سکتے ہیں۔

چھٹیوں میں بچوں کو آن لائن کورسز اور مختلف شارٹ کورسز کرائیں

کمپیوٹر اور دیگر جدید ٹیکنالوجی سے واقفیت پیدا کرنے کے لیے آن لائن کورسز کا سہارا لیا جاسکتا ہے۔بچوں کے شوق کو مدنظر رکھتے ہوئے انہیں کراٹے، تیراکی وغیرہ

کے شارٹ کورسز کرائے جا سکتے ہیں۔

اگر آپ نے اپنی چھٹیوں کا استعمال منصوبہ بند طریقے سے کرنے میں کامیابی حاصل کر لی تو یہ چھٹیاں آپ کے لیے بہت بڑی نعمت ثابت ہو سکتی ہیں۔تو اس سے پہلے کہ دیر ہو جائے اور وقت آپ کا انتظار کیے بغیر آگے بڑھ جائے آج ہی طے کیجیے کہ آپ اپنی گرمی کی چھٹیاں کس طرح گزاریں گے۔

والدین کے کرنے کا کام

والدین کا فرض بنتا ہے ان قیمتی دنوں کو بچوں کے لیے سود مند بنایا جائے اور ان کی سرگرمیوں پر نظر رکھی جائے۔چین، بھارت ہو یا ایران ہمارے تمام ہمسائے اپنی آنے والی نسلوں کے مستقبل کو محفوظ بنانے کے لیے ان کی ہر طرح کے چیلنجز سے نمٹنے کی تربیت کر رہے ہیں اور آج یہ ممالک ترقی کی دوڑ میں ہم سے کافی آگے نکل چکے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ اپنے مستقبل یعنی نئی نسل کی فکر کر رہے ہیں۔

Al-Tarbiyah Reinforcement Training Sessions 2026

منہج التزکیہ والتربیہ

الفیوضات المحمدیہ

(شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری)

(وظیفہ ذوقِ عبادت)

پہلا وظیفہ: عبادت گذاری اور اس میں رغبت اور ذوق وشوق کے لئے یہ وظیفہ مفید اور مؤثر ہے:

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ (قُلۡ یٰۤاَیُّهَا الۡکٰفِرُوۡنَ۔ لَاۤ اَعۡبُدُ مَا تَعۡبُدُوۡنَ۔ وَلَاۤ اَنۡتُمۡ عٰبِدُوۡنَ مَاۤ اَعۡبُدُ۔ وَلَاۤ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدۡتُّمۡ۔ وَلَاۤ اَنۡتُمۡ عٰبِدُوۡنَ مَاۤ اَعۡبُدُ۔ لَکُمۡ دِیۡنُکُمۡ وَلِیَ دِیۡنِ۔)

فضیلت

سورۃ قُلۡ یٰۤاَیُّهَا الۡکٰفِرُوۡنَ کے بارے میں حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ یہ چوتھائی قرآن کے برابر ہے۔اس کی تلاوت سے شرک سے نجات نصیب ہوتی ہے اور توحید میں پختگی آتی ہے۔

۴۰ مرتبہ یا حسب ضرورت ۱۰۰ مرتبہ پڑھیں۔

اوّل و آخر ۱۱،۱۱ مرتبہ درود شریف اور ۱۱،۱۱ مرتبہ استغفار پڑھیں۔

اس وظیفہ کو کم از کم ۴۰دن یا حسب ضرورت جاری رکھیں۔

دوسرا وظیفہ: اگر کسی کے اندر عبادت کا ذوق پیدا نہ ہوتا ہو، عبادت میں دل نہ لگتا ہو، یکسوئی اور خشوع و خضوع کی کمی ہو اور وہ چاہے کہ دل عبادت کی طرف راغب ہو کر اللہ رب العزت کی طرف متوجہ ہو جائے تو اس کے لئے درج ذیل آیات کا وظیفہ بھی مفید و مؤثر ہے:

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

۱۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ الفاتحہ، ۱:۵)

۲۔ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ وَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ۔ (البقرہ، ۲:۲۱)

۳۔ اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ حَضَرَ يَعْقُوْبَ الْمَوْتُ اِذْ قَالَ لِبَنِيْهِ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْۢ بَعْدِىْ قَالُوْا نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَ اِلٰهَ اٰبَآئِكَ اِبْرٰهٖمَ وَ اِسْمٰعِيْلَ وَ اِسْحٰقَ اِلٰهًا وَّاحِدًا وَّ نَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ۔ (البقرہ، ۲: ۱۳۳)

۴۔ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ اِنَّنِىْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ وَّ بَشِيْرٌ۔ (ہود، ۱۱: ۲)

۵۔ قُلْ اِنَّمَآ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ وَلَآ اُشْرِكَ بِهٖ اِلَيْهِ اَدْعُوْا وَاِلَيْهِ مَاٰبِ۔ (الرعد، ۱۳: ۳۶)

☆ روزانہ نمازِ فجر کے بعد کم از کم تین بار تلاوت کریں۔ اگر فرصت ہو تو نمازِ مغرب یا عشاء کے بعد جس وقت زیادہ یکسوئی اور تنہائی مل سکے، اس وظیفہ کو اپنا معمول بنالیں۔

☆ ۷ بار یا ۱۱ بار پڑھنے میں بہت برکات ہیں۔

☆ ہاتھ پر پھونک کر سینے پر مل لیں اور پانی دم کر کے پئیں۔

اس وظیفہ کو حسب ضرورت ۱۱دن یا ۴۰دن یا اس سے بھی زیادہ عرصہ کے لئے جاری رکھ سکتے ہیں۔

Al Baseerah-2026

“The Mustafavi Heart: A Heart Alive with Presence in the Mustafavi Mission”

Rabia Shafaq

“Al Baseerah” is a transformative journey - from the darkness of confusion, hopelessness, misinformation, emotional struggles, identity crises, and spiritual disconnect towards the light of clarity, empowerment, knowledge, and inner peace.

Dr. Ghazala Qadri, President MWL International, addressed the first session of Al-Baseerah and spoke to students about self-awareness, spiritual growth, and the importance of having clarity in one’s purpose. She focused on how young women today need to balance their academic goals with personal and spiritual development, and how tarbiyah plays a key role in building strong character and direction in life.

The session was part of the launch of Al-Baseerah, an initiative by Mustafavi Sisters, the student forum of Minhaj-ul-

Quran Women League. More than 300 participants joined from different parts of Pakistan, while members of the Women League were also present at the Central Secretariat of Minhaj-ul-Quran in Lahore.

The session was hosted by Secretary General Mustafavi Sisters Sr. Rabia Shafaq. Al-Baseerah is planned as a series that will include camps, training sessions, and regular tarbiyah gatherings for students and educators.

In her lecture titled The Mustafavi Heart, Dr. Ghazala Qadri focused on developing a sincere inner state while carrying out the responsibility of serving Deen.

She began by explaining the shift from simply completing tasks to understanding purpose. Khidmah (service of Deen) should not be mechanical; it must be carried out with sincerity, purity, and a sense of responsibility. It is not just an action, but an amanah that requires presence of heart and awareness.

A central concept discussed was Hazouri, described as a state of divine awareness. It is the realization that every action, every moment, is seen by Allah Almighty. Keeping this awareness alive in both heart and mind ensures that actions are performed with consciousness and accountability. A believer must constantly remember that they are answerable to Allah for all their actions.

Dr. Ghazala outlined the foundations of true responsibility, which include having a clear identity, performing actions with sincerity and Hazouri, and engaging in Dawah. She stressed that if one's inner state is not aligned before Allah, then outward responsibilities cannot be fulfilled properly.

She spoke about the importance of having an awakened heart—a heart that seeks closeness (Qurb) to Allah and performs every action with the intention of gaining His pleasure. In this context, Niyyah (intention) was described as the core of Khidmah. She explained that Niyyah is the seed, and Hazouri is the atmosphere. Without the right intention, actions lose their value.

The lecture also highlighted that deeds are judged based on intentions. The reality and sincerity of one's Niyyah determine the worth of actions, which is why intention must be continuously renewed and purified.

Dr. Ghazala also addressed spiritual pitfalls such as Riyyah (showing off) and actions done for the sake of people. She explained that these weaken sincerity and act as barriers to true Khidmah. Spiritual diseases, she noted, gradually weaken one's intention and must be addressed.

A key method for self-improvement shared in the lecture was Muhasbah (self-accountability). She encouraged constant reflection and questioning of one's actions to achieve purification.

She further spoke about responsibility towards others (Amanah), reminding that individuals are accountable for those under their care—students, younger siblings, and others—and will be questioned about them.

Another important point was transforming daily life into Ibadah. When actions are performed with Hazouri, every moment becomes an act of worship. This is strengthened by the belief that Allah is always present and aware of all actions.

Dr. Ghazala emphasized that Allah looks at the sincerity (Ikhlaas) and truthfulness of intentions. She warned against spiritual dangers such as hardness of heart, lack of sincerity, and carelessness in fulfilling responsibilities.

She concluded by explaining the difference between routine and true Emaan. Actions performed without pure intention and presence of heart become routine, and a person is unable to experience the reality of faith in such a state.

The session provided clear guidance on aligning actions with sincerity and maintaining awareness of purpose, offering participants a strong foundation for their personal and spiritual development.

CONGRATULATORY NOTE

Congratulations to the Mustafavi Sisters on starting the meaningful journey of Al-Baseerah with Dr. Ghazala Qadri (President MWL International).

In a time of confusion and constant distractions, such initiatives are truly important for nurturing clarity of thought, inner strength, and spiritual as well as intellectual growth in the younger generation.

This journey focuses on refining intentions, strengthening character, and building awareness and discipline, helping participants stay grounded and confident in their identity and values.

May it bring lasting guidance, positive transformation, and collective benefit for all involved.

Ms. Lubna Mushtaq

(Head Coordination Council, MWL Pakistan)

منہاج القرآن ویمن لیگ کی ایگزیکٹو ٹیم کا ایک اہم اجلاس منعقد ہوا، جس میں التربیہ کیمپ
2026 اور مراکزِ علم سے متعلق منصوبہ بندی پر تفصیلی مشاورت کی گئی۔

A Productive meeting with Dr. Ghazala Qadri discussing the 2026 Tarbiyyah Series Initiative for Mustafavi Sisters.

Monthly
DUKHTARAN-E-ISLAM
May-2026
LAHORE
Regd CPL No.45

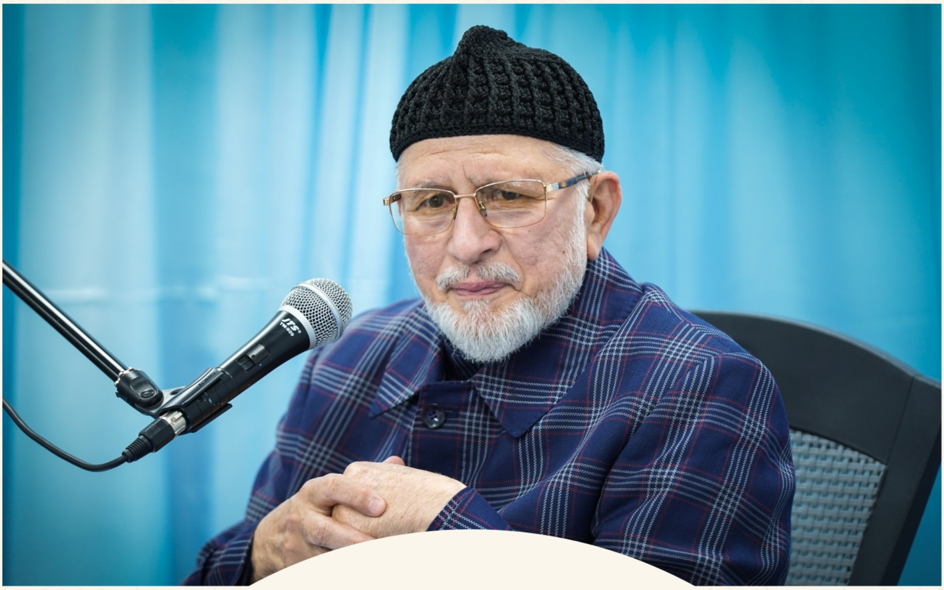

بیٹی کی تربیت اور اسلامی تعلیمات

”بیٹی کی تربیت محض نصیحتوں یا ہدایات کا نام نہیں، بلکہ ایک عملی اقدام ہے جس کی بنیاد گھر کے ماحول اور مسلسل رہنمائی پر منحصر ہوتی ہے۔ دین اسلام ہمیں سکھاتا ہے کہ اصلاح اور دعوت کی ابتداء اپنے گھر سے ہو، کیونکہ یہی وہ پہلا مدرسہ ہے جہاں شخصیت کی تشکیل ہوتی ہے۔ نبوی طرزِ تربیت ہمیں یہ بتاتا ہے کہ بچوں کو صرف سکھایا نہیں جاتا بلکہ اُنہیں ساتھ لے کر چلایا جاتا ہے، اہم مواقع میں شریک رکھا جاتا ہے، محبت اور شفقت کے ذریعے اُن کے دل میں شعور، ذمہ داری اور ایمان راسخ کیا جاتا ہے۔“

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری